

اَنَا الْعَاقِبُ الْفَقِيرُ الَّذِي لَا شَيْءَ عِندِي

فَتَحَبَّاسَاتٍ بِحَبِّكَ
نَحْمَدُكَ يَا كَرِيمَ الْمَلِكِ

فَالْيَا جَمْرُ نُبُوتٍ كَاتِبُ جَانِ

الْعَاقِبُ

سؤال النكرم ١٤٣٢ هـ // سبتمبر ٢٠١١

شَيْخُ تَحْقِيقِ مَدِينَةِ نَعَامٍ شَيْخُ مَدِينَةِ نَعَامٍ





میں نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے ایک نئی چیز سیکھی ہے۔
انہوں نے کہا کہ یہ تو بڑی بات ہے، بتائیے کیا ہے؟



۱- در صورتی که در یک سال دو بار بارش اتفاق افتد، بارش دوم را در همان سال محاسبه نمی‌کنند و در سال بعد محاسبه می‌کنند.



حضرت امام علیؑ سے ملو، وہ دہلی کے قریب سے تھیں جہاں سے انھوں نے



یہ اعلان قریباً ۱۸۷۰ء میں کیا گیا تھا۔



نہایت افسوس ہے کہ ان کے پاس اس قدر علم نہیں ہے کہ ان کے پاس جو کچھ ہے اسے ان کے پاس ہی رکھ دینا چاہیے۔



1870-1871



أنا العاقبة العجايب الذي ليس له عيب في

[illegible]

فدایان خدمت نبوت پاکستان کا ترجمان

[illegible]

۱۹۹۰
 ۱۹۹۱
 ۱۹۹۲
 ۱۹۹۳
 ۱۹۹۴
 ۱۹۹۵
 ۱۹۹۶
 ۱۹۹۷
 ۱۹۹۸
 ۱۹۹۹
 ۲۰۰۰
 ۲۰۰۱
 ۲۰۰۲
 ۲۰۰۳
 ۲۰۰۴
 ۲۰۰۵
 ۲۰۰۶
 ۲۰۰۷
 ۲۰۰۸
 ۲۰۰۹
 ۲۰۱۰
 ۲۰۱۱
 ۲۰۱۲
 ۲۰۱۳
 ۲۰۱۴
 ۲۰۱۵
 ۲۰۱۶
 ۲۰۱۷
 ۲۰۱۸
 ۲۰۱۹
 ۲۰۲۰
 ۲۰۲۱
 ۲۰۲۲
 ۲۰۲۳
 ۲۰۲۴
 ۲۰۲۵
 ۲۰۲۶
 ۲۰۲۷
 ۲۰۲۸
 ۲۰۲۹
 ۲۰۳۰

[illegible]

فصل فی التعلیم و تربیت

خادم حسین

مجلس شورای اسلامی
مجلس شورای اسلامی
مجلس شورای اسلامی

محمد بن عبد الله الشافعي

4

شماره ۱

قیمت 20

20 روپے

سلافة 300

مدرسہ کالونی / محمد الیاس ۹۹-۹۹-۹۹ / حافظ محمد فرمان روئے

0321-4370200 / 0300-4627470

مستان رودخانه



یہاں اگر (ساتھ رہو) میں قادیانیوں کی کھلے عام ہدمعاشی اور مسلمان طلباء پر بھیانک تشدد کے خلاف جب
شب بھر میں صدائے احتجاج بلند ہوئی اور قادیانیوں کو دستور میں کافر قرار دینے کا مطالبہ بدن بدلتا دور کیا گیا
تو اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی خان نے قومی اسمبلی کے رکن طور پر 12 جون 1974 کو اس معاملے سے ان
سہرہ بازی نگاری کی اور اس مسئلے کو رفع کرانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔



کتابخانه

3



مہجور
میں ختم نبوت کا
عام ہو

سید عارف محمود ٹیپو شادی

18

نام نہاد روزے

ابو عمر مصری

نوٹ: مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں

بالآخر 30 جون 1974 کو غلطی اعلیٰ حضرت علامہ شاہ عبدالحلیم صدیقی مدظلہ کے تحت جکڑا کر
السنّت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی مدظلہ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لیے قومی اسمبلی میں
قرارداد پیش کی۔ اس حوالے سے بھٹو صاحب کے تاثرات کے حوالے سے علامہ نورانی فرماتے تھے کہ ”قرار
داد پیش کیے جانے پر بھٹو مجھ سے خفا تھے۔ ان کا موقف تھا کہ میں نے ان کے لیے خواہ مخواہ ایک مسئلہ کھڑا کر
دیا ہے۔ ایک مصیبت کھڑی کر دی ہے۔۔۔۔۔۔ ان کا کہنا تھا کہ قومی اسمبلی کو قومی اسمبلی رہنے دیجئے کیا۔ اب اسمبلی
میں مجلس مناظرہ منعقد ہوگی۔۔۔۔۔۔ اس معاملے کو اسمبلی میں لانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ سب مذہبی جنونی
باتیں ہیں۔“

بھٹو حکومت نے ہر تاخیری حربہ استعمال کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن وہ مسلمان کا جذبہ ایمانی مدہم نہ کر
سکے۔ آخر کار انہوں نے پوری قومی اسمبلی کو ایک کمیٹی میں تبدیل کر دیا اور ساتھ ہی ایک رہبر کمیٹی بھی تشکیل دی۔
اس کمیٹی (اراکین قومی اسمبلی) کے سامنے قادیانیوں امرزانیوں کے دیوانی گروپ کے سربراہ مرزا ناصر
اور لاہوری گروپ کے سربراہ مرزا صدر الدین بھی پیش ہوئے اور اپنا اپنا موقف مکمل آوازی سے پیش کیا۔
اراکین اسمبلی نے ان بیانات پر اس قدر زبردست جرح کی مرزا ناصر اداون تک 42 گھنٹے اور مرزا
صدر الدین 2 دن تک 7 گھنٹے رہبر کمیٹی کے سوالات کا جواب دیتے رہے اور بالآخر اپنی منافقت ازلی اور کفر
خاص تمام اراکین اسمبلی پر واضح کاف کر کے ہی لوٹے۔

اراکین اسمبلی کے ایمانی جذبات کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی طرف سے تقریباً
2 ہزار سے زائد سوالات دوران جرح پوچھنے کے لیے پیش کیے گئے جن میں سے رہبر کمیٹی نے تکرار اور عمومی
نوعیت کے سوالات کو حذف کر کے تقریباً 150 سوالات کو باقی رکھا اور ان میں سے بھی تقریباً 75 سوالات
علامہ نورانی اور ان کے قابل قدر سنّی علماء کی طرف سے ہوئے تھے۔

اب اراکین اسمبلی قومی اسمبلی کے کفر پر آگاہ و متفق ہو چکے تھے لیکن لیڈر آف دی ہاؤس یعنی وزیراعظم
ذوالفقار علی بھٹو آجہ نہیں ہو رہے تھے۔ بقول علامہ نورانی ”بھٹو صاحب آخر وقت تک دامن نہیں ہو رہے تھے۔ کبھی
اعتراض یہ تھا کہ لفظ قادیانی نہیں آنا چاہیے، کبھی مرزا غلام احمد (قادیانی) کے نام پر اعتراض۔“

6 ستمبر 1974ء کی رات 11 بجے تمام اراکین کی بھٹو صاحب سے عمومی بحث ہو گئی
ہوئی رہی اور آخر کار بھٹو نے سرزانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لیے آئینی میں ترمیم کرنے پر وفا عدلی کا کار
دی۔ علامہ نورانی کے بقول بھٹو کا کہنا تھا کہ ”اس قرارداد کے منظور ہونے سے پاکستان بھٹو پارٹی کی بہت
بدنامی ہوگی۔۔۔۔۔۔ آخر کار بھٹو بہت مشکل سے قائل ہوئے۔“

علامہ نورانی ہی کے بقول ”بھٹو انتہائی لڑیکہ سمجھے ہوئے سیاستدان اور ذہین وزیراعظم تھے۔“ اگر بھٹو
قرارداد کی مخالفت کرتے تو ہم کبھی کامیاب نہ ہوتے۔“ سینٹلز پارٹی کے جے اے رحیم اور شیخ رشید نے ہر موقع پر
(اس قرارداد کی) خوب مخالفت کی لیکن بھٹو نے ان کی مخالفت کو کوئی اہمیت نہ دی۔

الحمد للہ آخر کار 7 ستمبر 1974ء بروز ہفتہ شام 4:40 پر قومی اسمبلی کے اجلاس میں بعد از تلاوت مکرر
وزیر قانون عبدالغنی بھٹو زادہ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے حوالے سے آئین میں ترمیم کا بل
پیش کر دیا۔ ترمیمی بل پڑھنے اور ایوان کے رد و پروتیش کرنے میں 13 منٹ صرف ہوئے 4:53 بجے بل پہلے
مرحلے سے گزر چکا تھا۔ 4:56 پر وفاقی وزیر قانون کو بھٹو نے بل پر تقریر کی دعوت دی۔ اس کے بعد
5:05 پر سپیکر قومی اسمبلی صاحب سجادہ فاروق علی خاں نے قائد ایوان ذوالفقار علی بھٹو کا ٹیپڈ ریالی کی دعوت دی
بھٹو نے تقریباً 26 منٹ تک تقریر کی۔ (جسے ہم ماہنامہ العاقب کے پیش نظر شمارے میں شائع کر رہے ہیں)
اس کے بعد 5:31 پر دو ٹوک شروع ہوئی اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی حمایت میں 130 ووٹ تھے۔
مخالفت میں کوئی ووٹ نہیں آیا۔ ایوان ایوان زیریں (قومی اسمبلی) سے اس بل کو ایوان بالا (سینٹ) میں
منظوری کے لیے بھیج دیا گیا۔

سینٹ میں اسی روز ہی 7:45 پر کاروائی کا آغاز ہوا۔ 7:50 پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا قومی
اسمبلی سے پاس شدہ بل سینٹ میں پیش کر دیا گیا۔ 8:04 پر رائے شماری (ووٹنگ) کا آغاز ہوا۔ 8:04
سینٹ حبیب اللہ خاں نے اعلان کیا کہ آئین میں ترمیم کا یہ بل 21 ووٹوں سے بالائے اتفاق منظور کیا جاتا ہے۔
(یعنی سینٹ میں بھی کوئی ووٹ مخالفت میں نہیں آیا) یوں 7 ستمبر 1974ء کو شام 4:40
8:04 کے درمیان فقہ مرزا اہیت / قادیانیت کا سرکھل دیا گیا لیکن یاد رہے کہ ارد گرد کی شری سرگے لفظ

اب یہ قدرتی سانپ کی طرح پھلے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

لکھنؤ ایوان کی حیثیت سے بھٹو نے جو خدمات سرانجام دیں ان کے متعلق قائد تحریک ختم نبوت علامہ شاہ احمد نورانی فرماتے تھے کہ ”قادیانیت کے سلسلے میں جو کام بھٹو نے کیا موجودہ حکمران (ضیاء الحق) قادیانیوں کے خلاف آراء بغض کے نفاذ کے باوجود اس کا عشر شیر نہیں کر سکے۔ موجودہ شارے میں ذوالفقار علی بھٹو کی قومی اسٹیبل منی کی قیادت کو بھی اسی تناظر میں پڑھا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا نہ کہ کسی کی قصیدہ خوانی کے ضمن میں۔

اس تحریک کے دوران 33 محافل ختم نبوت شہید ہوئے ہزاروں جال ڈاروں جال ڈاروں ختم نبوت پر مقدمات قائم کیے گئے اور بیوقوفوں فدایان ختم نبوت کو گرفتار کیا گیا لیکن بالآخر اہل اسلام کو اللہ رب العزت نے فتح و نصرت سے ہمکنار فرمایا۔

اللہ رب العزت ’جی کریم ﷺ کے طفیل اس اہم ترین محاذ پر اپنا اپنا فریضہ سرانجام دینے والوں کو اپنی شان کرم کے مطابق ثواب خوب جزا عطا فرمائے اور ہم سب کو ناموس رسالت ﷺ کی پجہ داری کے لیے قبول فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ

قارئین کرام کے لیے مختصر چرچہ

ان شاء اللہ عز و الجرام 1433ھ / 2012ء سے آپ کے محبوب جزیہ ماہنامہ ”العاقب“ کی پانچویں جلد کا آغاز ہونے والا ہے۔ فدایان ختم نبوت پاکستان کے مرکزی امیر اور ہمارے مقدس شیخ الحدیث والفقیہ علامہ اہل سنت علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی جیادتی ماہنامہ العاقب کے حوالے سے شرواعی سے ہمیں بہت سخت ہدایات ملی ہیں اس کو اس رسالے میں زیادہ سے زیادہ گوشش و نگار پیدا کرنے کے لیے جو تمام وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے بہتر سے بہترین کی جانب کا جزیہ رہنا ہے اور ترقی کا یہ سفر ہرگز ناتواں نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ ہر نیک عمل کے لیے اجر و ثواب عطا فرمائے اور اللہ رب العزت اور نبی کریم ﷺ کے حصہ میں

ہماری دعا ہے کہ نئی الامکان عمل پیرا ہونے کی کوشش کی ہے۔ بشری تقاضوں کے سبب بعض اوقات جب یہ کوششیں ناکام ہوتی ہیں تو اسے جتنی جلد ممکن ہو کر کسی مضمون، ناکسل یا انداز اشاعت کی تسمین فرمائیں۔

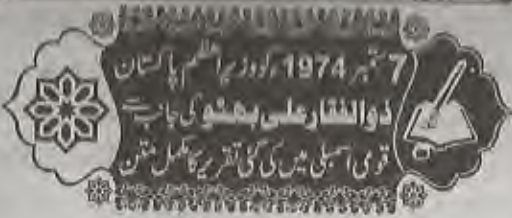
اللہ تعالیٰ اس اوقات ایسا بھیجے جسے تو آپ کا اگلا جملہ یہی ہوتا ہے کہ ”اب اسی پر اکتفاء نہیں کر لینا بلکہ اس کے بعد بھی ایسا کام کرنا ہے۔“

جیسا کہ آپ جملہ یا حکم ہے جو ماہنامہ العاقب کی تیاری اشاعت اور تقسیم کے سرطے میں ہمارے پیش نظر ہے۔ اس کے لیے قارئین نے بھی محسوس کیا ہوگا کہ الحمد للہ اس جزیہ میں وقتی فوٹو کچھ جزی تہذیبیانہ اصلاحی اسباق کے مطابق معیار کو بہتر بنانے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔

ماہنامہ ”العاقب“ کی اشاعت کے روز اول سے آج تک ہم نے قارئین کی مثبت تنقید اور رائے کا ہمیشہ ساتھ ساتھ دیکھا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ جن امور میں واقعہ ہماری دانست میں آپ کی بیان کردہ اصلاحی یا کجی آجائے تو اس کے ہر ممکن ازالہ کی بھی مہر پور کوشش کی ہے۔ لہذا اس کے علاوہ یقیناً قارئین کی ماہنامہ العاقب سے محبت کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

ماہنامہ ”العاقب“ کی پانچویں جلد کی تیاری ہوگی کہ ماہنامہ العاقب کے صفحات بڑھانے کے حوالے سے ان کی اصلاحی اور اب پابیکل ہے۔ ان شاء اللہ العزیز محرم الحرام 1433ھ / جنوری 2012ء یعنی پانچویں جلد کی تیاری اس ماہنامہ العاقب 80 صفحات پر مشتمل ہوگا نیز اشاعتی معیار کو بھی مزید بہتر بنا کر اپنے قارئین کے لیے بہتر طور پر تنظیم کیا جائے گا۔ وما بقولہ الا باللہ

اس کے علاوہ ہماری طرف سے اپنے تمام قارئین کو کھلے دل و دماغ سے دعوت ہے کہ وہ اپنے اس حوالے سے اپنی اصلاحی یا کجی کے لیے جس طرح کی بھی ترسیم و توسیع چاہتے ہیں نومبر 2011ء تک ہمیں اپنی اصلاحی یا کجی کے حوالے سے ضرور سرفراز فرمائیں۔ ان شاء اللہ جن پر عمل ممکن ہو ان پر ضرور بالضرور عمل بھی کیا جائے گا۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کا ہمارا ”ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔“



جناب اسپیکر!

میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے تو اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ میں کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لیے اس بات پر زور دے رہا ہوں۔ ہم نے اس مسئلے پر ایوان کے تمام ممبروں سے تفصیلی طور پر تبادلہ خیال کیا ہے جن میں تمام پارٹیوں کے اور ہر طبقہ خیال کے نمائندے موجود تھے۔ آج کے روز جو فیصلہ ہوا ہے یہ ایک قومی فیصلہ ہے۔ یہ پاکستان کے عوام کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ پاکستان کے مسلمانوں کے ارادے خواہشات اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ فقط حکومت ہی اس فیصلے کی تحسین کی مستحق قرار پائے۔ نہ ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایک لڑاؤ اس فیصلے کی تعریف و تحسین کا حق دار بنے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ یہ مشکل فیصلہ بلکہ میری ناچیز رائے میں کئی پہلوؤں سے ہمہ تن مشکل فیصلہ جمہوری اداروں اور جمہوری حکومت کے بغیر نہیں کیا جاسکتا تھا۔

یہ ایک پرانا مسئلہ ہے نوے سال پرانا مسئلہ ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ مزید پیچیدہ ہوتا چلا گیا۔ اس سے ۷۰ رے معاشرے میں تنگیوں اور تفرقے پیدا ہوئے لیکن آج کے دن تک اس مسئلے کا کوئی حل تلاش نہیں کیا جاسکا۔ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ ماضی میں بھی پیدا ہوا تھا ایک بار نہیں بلکہ کئی بار۔ ہمیں بتایا گیا کہ ماضی میں اس مسئلے پر جس طرح قابو پایا گیا تھا اسی طرح اب کی بار بھی دیے ہی اقدامات سے اس پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

مجھے معلوم نہیں کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے اس سے پہلے کیا کچھ کیا گیا لیکن مجھے معلوم ہے کہ 1953ء میں کیا ہوا تھا۔ 1953ء میں اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے دو حسیانہ طور پر طاقت کا استعمال کیا گیا تھا جس مسئلے کا حل اس۔

اگر کچھ صاحبانِ عقل و فہم حکومت کو یہ مشورہ دیتے کہ عوام پر تشدد کر کے اس مسئلے کو حل کیا جائے تو عوام کے جذبات ان کی خواہشات کو کچل دیا جائے تو شاید اس صورت میں ایک عارضی حل نکل آتا لیکن یہ مسئلہ کا صحیح اور درست حل نہ ہوگا۔ مسئلہ اب تو جاتا اور جس منظر میں چلتا جاتا لیکن یہ مسئلہ ختم نہ ہوتا۔

ہماری موجودہ سیاسی کا مقصد یہ رہا ہے کہ اس مسئلے کا مستقل حل تلاش کیا جائے اور میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ ہم

ہے ۵ جس نے روز نہ دکھایا جو یوں چہاری روز نہ رکھ سکے ان پر بھی صدق فطر واجب ہے ۶ عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدق فطر واجب ہو جاتا ہے ۷ نماز عید سے قبل صدق فطر ادا کرنا مستحب ہے ۸ روز عید سے پہلے ہی صدق فطر دے سکتے ہیں۔

شوال کے روزے:

ماہ شوال میں چھ روزے رکھے جاتے ہیں جن کو لوگ شش عید کے روزے کہتے ہیں۔ ان روزوں کے متعلق ہر روز کائنات افضل موجودات ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ پھر اس کے بعد چھ دن شوال کے روزے رکھے تو وہ گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ (مجموعہ اوسط)

بہتر یہ ہے کہ یہ روزے (اگست) شرف رکھے جائیں اور عید کے بعد لگاتار چھ دن میں ایک ساتھ رکھ لیے پھر بھی حرج نہیں۔

﴿شہد کی مکھی اور قدرت کے نظارے﴾

شہد کی مکھیوں کو خدا تعالیٰ کی جانب سے یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ وہ پہاڑوں میں درختوں میں اور چھتوں میں شہد کے چھتے بنائیں۔ اس ضعیف مخلوق کے اس گھر کو دیکھتے کہ یہ پھلوں کے پھولوں کے اور گھاس پات کے رس چوستی پھرتی ہے اور جہاں چاہے جاتی ہے لیکن واپس لوٹتے وقت سیدھی اپنے چھتے میں پہنچتی ہے۔ چاہے بلند پہاڑ کی چوٹی ہو چاہے بیابان کے درخت ہوں چاہے آبادی کے بلند مکانات اور ویرانے کے سنسان کھنڈر ہوں یہ نہ راستہ بھولتی ہے نہ بھٹکتی ہے۔ خواہ کتنی ہی دُور نکل جائے لوٹ کر واپس اپنے چھتے میں اپنے بچوں اٹنوں اور شہد میں پہنچ جاتی ہے۔

﴿تفسیر ابن کثیر، جلد: 3، صفحہ: 128﴾

نے کج اور درست عمل متاثر کرنے کے لیے کوئی سرگرمی چھوڑی۔ یہ درست ہے کہ لوگوں کے جذبات مشتعل ہونے پر معمولی احساسات ابھرے۔ قانون اور امن کا مسئلہ بھی پیدا ہوا۔ جانید اور جالوں کا اختلاف ہوا۔ پڑھائی کے لحاظ سے بھی آئے۔ تمام قوم گزشتہ تین ماہ سے تشویش کے عالم میں رہی اور اس پر کشش اور تہم در جا کے عالم میں رہی۔ طرح طرح کی افواہیں غرضت سے پھیلائی گئیں اور تقریری کی گئیں۔ مسجود اور گھوڑوں میں بھی تقریروں کا سلسلہ جاری رہا۔

میں یہاں اور اس وقت سے دہرانہ تین چار ہفتہ 22 اور 29 مئی کو گیا ہوا تھا۔ میں موجودہ مسئلے کی وجوہات کے بارے میں کچھ کہتا نہیں چاہتا کہ یہ مسئلہ کس طرح رونما ہوا اور کس طرح اس نے جنگل کی آگ کی طرح تمام ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ میرے لئے اس وقت یہ مناسب نہیں کہ موجودہ معاملات کی تہہ تک جاؤں لیکن میں اجازت چاہتا کہ اس معز و ایمان کی قوجہ اس تقریر کی طرف دلاؤں جو میں نے قوم سے خطاب ہونے سے 13 جون کو کی تھی۔

اس تقریر میں میں نے پاکستان کے عوام سے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ یہ مسئلہ بنیادی اور اصولی طور پر مذہبی مسئلہ ہے۔ پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہے۔ پاکستان مسلمانوں کے لیے وجود میں آیا تھا۔ اگر کوئی ایسا فیصلہ کر لیا جاتا جسے اس ملک کے مسلمانوں کی اکثریت اسلام کی تعلیمات اور اعتقادات کے خلاف سمجھتی تو اس سے پاکستان کی ملت غائی اور اس کے تصور کو بھی ٹھیس گٹنے کا اندیشہ تھا۔ چونکہ یہ مسئلہ خالص مذہبی مسئلہ تھا۔ اس لیے میری حکومت کے لیے ہر ایک فرد کی حیثیت میں میرے لیے مناسب نہ تھا کہ اس پر 13 جون کو کوئی فیصلہ کر دیا جاتا۔

لاہور میں مجھے کسی ایک ایسے لوگ نے جو اس مسئلے کے باعث مشتعل تھے۔ وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ آپ آج ہی ابھی ابھی اور ہمیں اعلان کیوں نہیں کر دیتے جو کہ پاکستان کے مسلمانوں کی اکثریت چاہتی ہے۔ ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ یہ اعلان کر دیں تو اس سے آپ کی حکومت کو بڑی داد و تحسین ملے گی اور آپ کو ایک فرد کے طور پر نہایت شاندار شہرت اور ناموری حاصل ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ نے عوام کی خواہشات کو پورا کرنے کا یہ موقع گنوا دیا تو آپ اپنی زندگی کے ایک سنہری موقع سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

میں نے اپنے ان احباب سے کہا کہ یہ ایک انتہائی عجیبہ اور پیچیدہ مسئلہ ہے جس نے ہر صغیر کے مسلمانوں کو نوے سال سے پریشان کر رکھا ہے اور پاکستان بننے کے ساتھ ہی یہ پاکستان کے مسلمانوں کے لیے بھی پڑھائی کا ماحول بنا ہے۔ میرے لیے یہ مناسب نہ تھا کہ میں اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا اور کوئی فیصلہ کر دیتا۔ میں نے ان اصحاب سے کہا کہ ہم نے پاکستان میں جمہوریت کو بحال اور قائم کیا ہے۔ پاکستان کی ایک قومی اسمبلی موجود ہے جو ملکی مسائل پر بحث کرنے کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔

میری ناچ رانے میں اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے قومی اسمبلی کا مناسب جگہ ہے اور اگر کوئی پارٹی کے رہنما ہونے کی نیت سے میں قومی اسمبلی کے ممبروں پر کسی طرح کا باؤ نہیں ڈالوں گا۔ میں اس مسئلے کے حل کو قومی اسمبلی کے ممبروں کے ضمیر پر چھوڑتا ہوں اور ان میں میری پارٹی کے ممبر بھی شامل ہیں۔

پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبر میری اس بات کی تصدیق کریں گے کہ جہاں میں نے کسی ایک موقع پر انہیں بلا کر اپنی پارٹی کے موقف سے آگاہ کیا وہاں اس مسئلے پر میں نے اپنی پارٹی کے ایک ممبر پر بھی اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کی۔ سوائے ایک موقع کے جبکہ اس مسئلے پر کھلی بحث ہوئی تھی۔

جناب اسپیکر! میں آپ کو یہ بتانا مناسب نہیں سمجھتا کہ اس مسئلے کے باعث اکثر میں پریشان رہا اور راتوں کو مجھے نیند نہیں آئی۔ اس مسئلے پر جو فیصلہ ہوا ہے میں اس کے نتائج سے بخوبی واقف ہوں۔ مجھے اس فیصلے کے سیاسی اور معاشی رد و عمل اور اس کی وجہ یہ گویا کاظم ہے جس کا اثر مملکت کے تحفظ پر ہو سکتا ہے۔

یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا پاکستان وہ ملک ہے جو ہر صغیر کے مسلمانوں کی اس خواہش پر وجود میں آیا کہ وہ اپنے لیے ایک علیحدہ مملکت چاہتے تھے۔ اس ملک کے باشندوں کی اکثریت کا مذہب اسلام ہے۔ میں اس فیصلے کو جمہوری طریقے سے نافذ کرنے میں اپنے کسی بھی اصول کی خلاف ورزی نہیں کر رہا۔

پاکستان پیپلز پارٹی کا پہلا اصول یہ ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ اسلام کی خدمت ہماری پارٹی کے لیے اولین اہمیت رکھتی ہے۔ ہمارا دوسرا اصول یہ ہے کہ جمہوریت ہماری پالیسی ہے چنانچہ ہمارے لیے فقط یہی درست راستہ تھا کہ ہم اس مسئلے کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں پیش کرتے۔ اس کے ساتھ ہی میں فرمے کہ مسلمانوں کے جماعتی پارٹی کے اس اصول کی بھی پوری طرح سے پابندی کریں گے کہ پاکستان کی معیشت کی بنیاد سوشلزم پر ہو۔ ہم سوشلسٹ اصولوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ فیصلہ جو کیا گیا ہے اس فیصلے میں ہم نے اپنے کسی بھی اصول سے انحراف نہیں کیا۔ ہم اپنی پارٹی کے نئے اصولوں پر عمل طور سے پابند رہے ہیں۔ میں نے کسی بار کہا ہے کہ اسلام کے بنیادی اور اعلیٰ ترین اصول "ساتھی انصاف کے خلاف نہیں" اور سوشلزم کے ذریعے معاشی انصاف کو قائم کرنے کے بھی خلاف نہیں ہیں۔

یہ فیصلہ مذہبی بھی ہے اور غیر مذہبی بھی۔ مذہبی اس لحاظ سے کہ یہ فیصلہ ان مسلمانوں کو متاثر کرتا ہے جو پاکستان میں اکثریت میں ہیں اور غیر مذہبی اس لحاظ سے کہ ہم دور جدید میں رہتے ہیں۔ ہمارا آئین کسی مذہب و ملت کے خلاف نہیں بلکہ ہم نے پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں حقوق دینے ہیں۔ ہر پاکستانی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ خواہ

ان کے لئے کسی خوف سے اپنے کو کسی خطہ یا علاقہ سے بچانے کے عزم میں یا کھائی جیسے وہ اس امر کی ضمانت دے گی ہے۔ یہی حکومت کے لئے اب یہ بات اہم ہو گئی ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرے۔ یہ نہایت ضروری ہے اور میں اس بات میں کوئی ابہام کی گنجائش نہیں دیکھتا چاہتا۔ پاکستان کے شہریوں کے حقوق کی حفاظت ہمارا اخلاقی اور مقدس اسلامی فرض ہے۔

جناب اسپیکر!

میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں اور اس ایمان کے باہر کے ہر شخص کو بتادینا چاہتا ہوں کہ یہ فرض پوری طرح اور مکمل طور پر ادا کیا جائے گا۔ اس مسئلے میں کسی شخص کے ذہن میں شبہ نہیں رہنا چاہیے۔ ہم کسی قسم کی غارت گری اور تہذیب سوزی یا کسی پاکستانی بچے یا شہری کی توہین اور بے عزتی برداشت نہیں کریں گے۔

جناب اسپیکر!

گذشتہ تین مہینوں کے دوران اور اس بڑے بحران کے عرصے میں کچھ گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ کئی لوگوں کو جیل میں بھیجا گیا اور چند اور اقدامات کئے گئے۔ یہ بھی ہمارا فرض تھا۔ ہم اس ملک پر بد نظمی کا اور نازیبا عناصر کا غلبہ دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ جو ہمارے فرائض تھے ان کے تحت ہمیں یہ سب کچھ کرنا پڑا۔

اس موقع پر جبکہ تمام ایمان کے مختلف طور سے ایک اہم فیصلہ کرنا پڑا۔ آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم ہر معاملے پر فوری اور جلد از جلد غور کریں گے۔ اب جب کہ اس مسئلے کا باب بند ہو چکا ہے ہمارے لئے یہ ممکن ہو گا کہ ان سے نرمی کا برتاؤ کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ مناسب وقت کے اندر اندر کچھ ایسے افراد سے نرمی برتی جائے گی اور انہیں رہا کر دیا جائے گا جنہوں نے اس عرصے میں اشتعال انگیزی سے کام لیا یا کوئی اور مسئلہ پیدا کیا۔

جناب اسپیکر!

جیسا کہ میں نے کہا میں امید کرتی چاہیے کہ ہم نے اس مسئلے کا باب بند کر دیا ہے۔ یہ میری کامیابی نہیں یہ حکومت کی بھی کامیابی نہیں یہ کامیابی پاکستان کے عوام کی کامیابی ہے جس میں ہم بھی شریک ہیں۔ میں سارے ایمان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

مجھے احساس ہے کہ یہ فیصلہ مختلف طور پر نہ کیا جاسکتا اگر تمام ایمان کی جانب سے اور اس میں تمام پارٹیوں کی جانب سے تعاون اور مداخلت کا جذبہ نہ ہوتا۔ آئین سازی کے موقع کے وقت بھی ہم میں تعاون اور سمجھوتے کا یہ جذبہ موجود تھا۔ آئین ہمارے ملک کا بنیادی قانون ہے۔ اس آئین کے بنانے میں 27 برس صرف ہوئے اور وہ وقت پاکستان کی تاریخ

میں پہلی اور دوسری دفعہ صبح اس کے لئے دعا کرتے ہیں کہ پاکستان کو کوئی ایسا مسئلہ نہ آئے جو اس کی وحدانیت اور یکیت کو چیلنج کرے۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مسئلے کو

جناب اسپیکر!

میں معلوم کر رہا ہوں کہ مسئلہ مسائل کا سامنا کرنا پڑے لیکن میری ناچیز رائے میں جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا۔ کل کو اس سے زیادہ وجہیں اور مشکل مسائل ہمارے سامنے آئے ہیں۔ میں نے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن واضح کو کہتے ہوئے اس مسئلے کے تاریخی پہلوؤں پر اتنی طرح غور کرتے ہوئے میں چرکوں کا کہ سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا مگر گھر میں اس کا اثر تھا ہر دیہات میں اس کا اثر تھا اور ہر فرد اس کا اثر تھا۔ یہ مسئلہ عین تر ہوتا چلا گیا اور وقت کے ساتھ ساتھ ایک ٹوٹا کھٹکا اختیار کر گیا۔

میں اس مسئلے کو حل کرنا ہی تھا۔ ہمیں حق حقائق کا سامنا کرنا ہی تھا۔ ہم اس مسئلے کو بالی گورٹ یا اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کر سکتے تھے یا اسلامی ٹریبونل کے سامنے پیش کیا جاسکتا تھا۔ ظاہر ہے کہ حکومت اور جی کہ افراد بھی مسائل کو حل کر سکتے ہیں اور انہیں جوں کا توں رکھ سکتے ہیں اور عاجزہ صورت حال سے بچنے کے لیے معمولی اقدامات کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم نے اس مسئلے کو اس انداز سے نبھانے کی کوشش نہیں کی۔ ہم اس مسئلے کو پیش کے لیے حل کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔

اس جذبے کے تحت قومی اسمبلی ایک کمیٹی کی صورت میں خفیہ اجلاس کرتی رہی۔ خفیہ اجلاس کرنے کے لئے قومی اسمبلی اجلاس نہیں۔ اگر قومی اسمبلی خفیہ اجلاس نہ کرتی تو جناب اکبر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ تمام جگہاں تھیں اور خدائی ہمارے سامنے آسکتے تھے؟ اور لوگ اس طرح آزادی اور بغیر کسی جھجک کے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے تھے؟

اگر ان کو معلوم ہوتا کہ یہاں اخبارات کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں اور لوگوں تک ان کی باتیں بتائی رہی ہیں اور ان کی تقاریر اور بیانات کو اخبارات کے ذریعے شائع کر کے ان کا ریکارڈ رکھا جا رہا ہے تو اسمبلی کے ممبر اس اعتبار سے اس معاملے سے اپنے خیالات کا اظہار نہ کر سکتے جیسا کہ انہوں نے خفیہ اجلاسوں میں کیا۔ ہمیں ان خفیہ اجلاسوں کی کارروائی کا حال عرصہ تک احرام کرنا چاہیے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ کوئی بات بھی خفیہ نہیں رہتی۔ لیکن ان باتوں کے اظہار کا ایک اصول اس میں ہے۔ چونکہ اسمبلی کی کارروائی خفیہ رہی ہے۔ ہم نے اسمبلی کے ہر ممبر کو اور ان کے ساتھ ان لوگوں کو بھی جو ہمارے سامنے آئے ہوئے یہ یقین دلانا تھا کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کو سیاہ یا کسی اور مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جائے گا اور ان کے خیالات کے بیانات کو تو ذرا مڑ کر پیش کیا جائے گا۔

میرے خیال میں یہ ایوان کے لیے ضروری اور مناسب ہے کہ وہ ان خفیہ اجلاسوں کی کارروائی کو ایک خاص وقت تک ظاہر نہ کرے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ہمارے لیے ممکن ہوگا کہ ہم ان خفیہ اجلاسوں کی کارروائی کو آشکار کر دیں کیونکہ اس کے ریکارڈ کا ظاہر ہونا بھی ضروری ہے۔

میں نہیں کہتا کہ ان خفیہ اجلاسوں کے ریکارڈ کو دفن ہی کر دیا جائے ہرگز نہیں اگر میں یہ کہوں تو یہ ایک غیر حقیقت پسندانہ بات ہوگی۔ میں فقط یہ کہتا ہوں کہ اگر اس مسئلے کے باب کو ختم کرنے کے لیے اور ایک نیا باب کھولنے کے لیے نئی بلدیوں تک پہنچنے کے لیے آگے بڑھنے کے لیے اور قومی مفاد کو محفوظ رکھنے کے لیے اور پاکستان کے حالات کو معمول پر رکھنے کے لیے اس مسئلے کی بات ہی نہیں بلکہ دوسرے مسائل کی بات بھی نہیں ان امور کو خفیہ رکھنا ہوگا۔

میں ایوان پر یہ بات عیاں کر دینا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کے حل کو دوسرے کئی مسائل پر تبادلہ خیال اور بات چیت اور مفاہمت کے لئے ایک شلون سمجھنا چاہیے۔ ہمیں امید رکھنی چاہیے کہ یہ حل ہمارے لیے خوشی کا باعث ہے اور اب ہم آگے بڑھیں گے اور تمام نئے قومی مسائل کو مفاہمت اور سمجھوتے کے جذبے کے تحت حل کریں۔

جناب اسپیکر

میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ اس معاملے کے بارے میں میرے جو احساسات تھے میں انہیں بیان کر چکا ہوں۔ میں ایک بار پھر ہر باتوں کے ایک مذہبی معاملہ ہے یہ ایک فیصلہ ہے جو ہمارے مفاد کے متعلق ہے اور یہ فیصلہ پورے ایوان اور پوری قوم کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ عوامی خواہشات کے مطابق ہے۔ میرے خیال میں یہ انسانی طاقت سے باہر تھا کہ یہ ایوان اس سے بہتر کچھ فیصلہ کر سکتا اور میرے خیال میں یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ اس مسئلے کو دوا کی طور پر حل کرنے کے لیے موجودہ فیصلے سے کم کوئی اور فیصلہ ہو سکتا تھا۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو اس فیصلے سے خوش نہ ہوں۔ ہم یہ توقع بھی نہیں کر سکتے کہ اس مسئلے کے فیصلے سے تمام لوگ خوش ہو سکیں گے جو گزشتہ نوے سال سے حل نہیں ہو سکا۔ اگر یہ مسئلہ آسمان ہوتا اور ہر ایک کو خوش رکھنا ممکن ہوتا تو یہ مسئلہ بہت پہلے حل ہو گیا ہوتا۔ لیکن یہ نہیں ہو سکا۔

1953ء میں بھی یہ ممکن نہیں ہو سکا۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ 1953ء میں حل ہو چکا تھا وہ لوگ اصل صورت حال کا صحیح تجزیہ نہیں کر سکتے ہیں۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو اس فیصلے پر نہایت ناخوش ہوں گے۔ اب میرے لیے یہ ممکن نہیں کہ میں ان لوگوں کے جذبات کی ترجمانی کروں۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ یہ ان لوگوں کے طویل اعیانہ مفاد کے حق میں ہے کہ یہ مسئلہ حل کر لیا گیا ہے۔ آج یہ لوگ ناخوش ہوں گے

ان کو یہ فیصلہ پسند نہ ہوگا ان کو یہ فیصلہ نگرانہ ہوگا لیکن حقیقت یہ تھی کہ کام لیتے ہوئے اور غمروا دینے کے طور پر اپنے آپ کو ان لوگوں میں شام کرنے سے ہرگز نہیں ہوگا کہ ان کو کسی اس بات پر خوش ہونا چاہیے کہ اس فیصلے سے یہ مسئلہ حل اور ان کو انہیں حقوق کی ضمانت حاصل ہوگی۔

مجھے یاد ہے جب حزب مخالف سے مولانا شاہ احمد نورانی نے یہ تحریک پیش کی تو انہوں نے ان لوگوں کو مکمل غفلت دینے کا ذکر کیا تھا جو اس فیصلے سے متاثر ہوں گے۔ ایوان اس یقین دہانی پر قائم ہے۔ یہ ہر پارٹی کا فرض ہے کہ حکومت کا فرض ہے حزب مخالف کا فرض ہے اور ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کی یکساں طور پر حفاظت کریں۔ اسلام کی تعلیم رواداری ہے۔ مسلمان رواداری پر عمل کرتے رہے ہیں۔ اسلام نے فطرت رواداری کی تخلیق ہی نہیں کی بلکہ تمام مذاہب کی اسلامی معاشرے نے رواداری سے کام لیا ہے۔

اسلامی معاشرے نے اس تیسروں کے ساتھ بہترین سلوک کیا جبکہ عیسائیت ان پر ہر پہلو میں ظلم کر رہی تھی اور یہودیوں نے سلطنت عثمانیہ میں آکر پناہ لی تھی۔ اگر یہودی دوسرے حکمران معاشرے سے فکا کر عربوں اور ترکوں کے اسلامی معاشرے میں پناہ لے سکتے تھے تو پھر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری مملکت اسلامی مملکت ہے۔ ہم مسلمان ہیں ہم پاکستانی ہیں اور یہ ہمارا مقدس فرض ہے کہ تمام فرقوں تمام لوگوں اور پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں طور پر تحفظ دیں۔

جناب اسپیکر صاحب ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ آپ کا شکریہ



حضرت داؤد علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی وحی اور نبی کریم ﷺ کی امت کو نصیب ہے

حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی آئی کہ اپنے ساتھیوں کو ہوشیار کر دو کہ وہ اپنی نفسانی خواہشات سے باز رہیں جن کے دل خواہشوں کے پیچھے پھیر رہے ہیں میں ان کی عقلوں پر پردے ڈال دیتا ہوں۔ جب کوئی بد مذہبیت میں اندھا مل جاتا ہے تو سب سے پہلی سزا میں اسے یہ دیتا ہوں کہ اپنی اطاعت سے اسے محروم کر دیتا ہوں۔

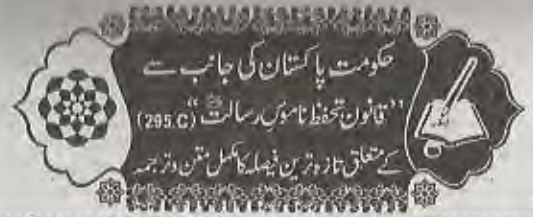
مستند میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر دو چیزیں کا بہت خوف ہے۔ ایک یہ کہ لوگ مجھ کے اور مذہب کے پیچھے پڑ جائیں گے اور دوسرا یہ کہ منافق لوگ دنیا کو دکھانے کے لیے قرآن کے حامل بن کر چھ مہینوں سے لڑیں پھڑکیں گے۔

ترجمہ: ابن کثیر، جلد 3، صفحہ 300



اس بات پر ہے شکر ایمان کی بنا
 سرکار پر ہے ختم ، نبوت کا سلسلہ
 مگر ہے جو بھی ختم نبوت کا دہر میں
 واجب ہے ارتداد کی اس شخص کو سزا
 مزدور دو جہان سے مرزائے قادیاں
 کذاب ہے ' لعین ہے دولت کا پیشوا
 پوری ہوئی ہے اس کی شہادت کو اک صدی
 سو سال کی ہوئی ہے ذلالت کی اقتدا
 پالا گیا تھا دین میں غریب کے لئے
 اگرچہ کا لگایا ہوا ایک نعل تھا
 لعنت پس رہی ہے ہر اک آن ' ہر گزری
 پنجاب کے مسیلہ کذاب پر بجا
 پائے گا نہ سکون بھی بھی وہ قبر میں
 ہو گا بھی نہ اس کا جہنم سے انکار
 بنور اس کی رخ کئی پر ہیں اہل حق
 اس روز سے کہ جب سے ہوئی اس کی ابتلا
 اس باب میں رقم ہوئے تاریخی معرکے
 اس ضمن میں ہیں اہل سنن ، اہل حق نما

ہر دور میں مقام رسالت آپ کا
 یہ اس کا ' ختم نبوت ' کا ہونا ہے کی بنا
 رکھا ہے دنیا ختم نبوت کو
 جھلی ہے تو ، بد کی یہ اللہ ان
 جو چیز اپنی وقت کی اسلام کے لئے
 عدالت دین سے لے ان کی جہاں سے ہوا
 اوپا کیا ہے عام ش و ختم فرطیں ہو
 جہاں سے گزر کے پانی لٹائی کی بنا
 قمری و قمری ہر اک کھا ہے
 رکھا ہے بند تھ مبرا کا بنا
 فتویٰ کی ہو زبان بے میدان شامی
 پوش نظر رہی ہے سرکار کی بنا
 وہاں قادیاں کے ڈوب و توڑ میں
 ہے ہٹاک کر طرز کل الی الہ
 یہ سلسلہ ہے آج بھی جاری زور و شور
 جو کہ شروع ہوا تھا بدعت و منافق
 اس ضمن میں "العقاب" ہے آج ضرور
 کرتا ہے عام ختم نبوت کی بنا
 رہا ہے یہ پیام کیا کے تمام
 حرمت چ شاہ دین کی لہ جات و لہ
 پوش و خور سے کام نہ رکھ اس مقام کا
 کر نہ ہم حضور سے لے لے لے
 مہجور فیض ختم نبوت کا عام ہو
 اس سے ہی وہ جہاں میں مشرک ہو



رواں برس دین و دُشمن عناصر کی جانب سے قانون تحفظ ناموس رسالت (295.C) کے خلاف ایک بھرپور و عظیم مہم شروع کی گئی۔ اسی ناپاک مہم کا ایک حصہ ملعونہ عاصیہ کو سیشن جج نکاتہ صاحب کی طرف سے ملنے والی سزائے "موت" پر واہی بھی تھا۔

سیشن عدالت میں تو جن رسالت کا جرم عظیم ثابت ہونے پر ملعونہ عاصیہ کو ملنے والی شرعی و قانونی سزا پر ایک طرف تو چند اراکین قومی اسمبلی و وفاقی وزارت و داخلہ و وفاقی وزارت خارجہ و وفاقی وزارت اقلیتی امور اور دوسری طرف قادیانی و عیسائی لابیوں مغربی این جی او اور عیسائیوں کے پوپ (پاپ) نے خوب طوفان بدتمیزی برپا کیا اور اپنے اپنے طور پر وزیراعظم کو احتجاجی خطوط اور مختلف یادداشتیں ارسال کیں۔ ان سب میں ایک ہی مطالبہ تھا کہ ملک میں رائج قانون تحفظ ناموس رسالت (295.C) میں ترمیم یا تخیخ کی جائے۔ وزیراعظم نے اس تمام مواد کو وفاقی وزارت قانون کو بھجوا کر اس حوالے سے مشاورت طلب کی۔

وفاقی وزارت قانون کی طرف سے دین و دُشمن عناصر کی جانب سے اٹھائے جانے والے تمام امور و اعتراضات پر تفصیل سے غور و خوض کے بعد قرآن و سنت، تاریخی حوالوں، انسانی حقوق اور تقریباً چھ سو (25) ممالک کے قانون تعزیرات کی روشنی میں ایک جامع 'نذر مغز' دلائل سے مزین اور مبنی برحق سفارشات پر مشتمل ایک تاریخی دستاویز (سری) بعنوان "پاکستان میں قوانین تحفظ ناموس رسالت (295.C) کے متعلق اٹھنے والے سوالات کا تفصیلی جائزہ" وائزی فہر

611/M/PSPM/M/2011 وزیراعظم کو پیش کی گئی۔

وفاقی وزارت قانون کی جانب سے بھیجی گئی اس تاریخی سری کو وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان نے من و عن قبول کرتے ہوئے قانونی حیثیت دے کر متعلقہ محکموں کو قانون تحفظ ناموس رسالت (295.C) پر حسب سابق عمل کرنے کی ہدایات جاری کیں۔

نہ اس سری کی منظوری کے بعد قانون تحفظ ناموس رسالت (295.C) کے خلاف ان مہمکاروں نے ملکی طور پر دم و دیا لیکن باوجود اس قانون کے خلاف کھل چلنے میں کھلی ہنگامی ہوئی ہے اور سازشیں بھی جاری ہیں۔ اسی کی ایک کڑی آگست 2011 میں وفاقی وزارت داخلہ کی جانب سے ایک مہم پھر شروع کی گئی لیبر بادی ہے۔ وفاقی وزارت داخلہ میں ایڈیشنل سیکریٹری ایم ایم احمد (سابق سربراہ ایلے آئی اے وی سی بی او کراچی) اگرچہ قادیانی ہے اور اس قانون کے حوالے سے اس کی سازشیں سمجھ میں آتی ہیں لیکن وفاقی وزیر داخلہ کی قادیانیت کوادی سمجھنے والا تر ہے۔

بہر کیف وفاقی وزارت داخلہ نے ملعونہ عاصیہ کیس کے مردہ جھوٹے میں جان ڈالنے کے لیے صوبہ پنجاب کے سیکریٹری کی جانب ایک لیٹر ارسال کیا اور اس میں ملعونہ عاصیہ کیس میں اپنی حالیہ پوزیشن اور تاثرات دینے کا کہا ہے۔ چیف سیکریٹری پنجاب نے وہ خط آئی جی پنجاب کو اور آئی جی پنجاب نے سپرینٹنڈنٹ جیل شیخوپورہ کو ارسال کر کے اس کی رائے مانگی ہے۔

سپرینٹنڈنٹ جیل نے اس حوالے سے جواب دیا ہے کہ سزائے موت ختم یا معطل کرنے کا معاملہ عدالت پاکستان کے متعلق ہے لہذا وہ اس کیس میں اپنے مزید کوئی تاثرات اور رائے نہیں دے سکتے۔

فروری 2011ء کی وفاقی وزارت قانون کی جانب سے وزیراعظم کو بھیجی جانے والی پیش نظر سری میں اس کیس کے متعلق واضح قانونی موقف پیش کر دیا گیا ہے اور وزیراعظم سیکریٹریٹ کی جانب سے یہ سری اور اس کی منظوری کی ایک کاپی دیگر متعلقہ محکموں کے ساتھ وفاقی وزارت داخلہ کو بھی ارسال کی گئی تھی۔ اب اس دو ٹوک واضح اور غیر مبہم قانونی و موقف کے بعد انجی او اور اس کی جانب سے کسی بھی قسم کی لیبر بازی قانون تحفظ ناموس رسالت (295.C) کے متعلق سازش تصور کی جائے گی۔

ان حالات و واقعات کے پیش نظر محبت وطن حلقوں خصوصاً علماء کرام کو بیدار رہنا ہوگا کہ وہ دین و ملک و دُشمن عناصر کی جانب سے ہونے والی تمام سرگرمیوں پر کوئی نگاہ رکھیں اور ان کے بھرپور سدباب کے لیے ہمہ وقت تیار رہیں۔ اللہ رب العزت کی ہدایت سے نبی کریم ﷺ کے طفیل ملک بھر کے تمام جرائد میں سے ماہنامہ "العراق" کو بھلا انفرادیت و سعادت حاصل ہو رہی ہے کہ وہ اس تاریخی سری کو "جامع ترجمہ" کے ساتھ اپنے باذوق قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہے جو ان کے لیے یقیناً ایک یادگار اور اہم ریکارڈ کا حصہ ہوگا۔

⑦ قرآن پاک سے اس سلسلے میں چند آیات (کے ترجمہ) کا لیے حوالہ دیا گیا ہے۔

● آیت نمبر: 1 اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے (نبی) کو سنا تے ہیں۔ اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں۔ تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لیے کان ہیں۔ اللہ پر ایمان لائے ہیں اور مسلمانوں کی باتوں پر یقین کرتے ہیں۔ جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں۔ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (سورۃ التوبہ، آیت: 61)

● آیت نمبر: 2 بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں۔ اللہ نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: 57)

● آیت نمبر: 3 اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضورات چھا کر نہ کوہیجے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلا تے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (سورۃ الحجرات، آیت: 2)

● آیت نمبر: 4 رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ظہر اوجھے تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے سے کھل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر۔ تو وہیں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پیچھے یا ان پر دردناک عذاب ہو۔ (سورۃ النور، آیت: 63)

● آیت نمبر: 5 اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعلیم و توفیق کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔ (سورۃ الف، آیت: 9)

● آیت نمبر: 6 اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن (اجازت) نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لیے بلائے جائے یا نہ یوں کہ خود اس کے کہنے کی راہ دیکھو (انتھار کرو) ہاں! جب بلائے جائے تو حاضر ہو اور جب کھا چکے تو متفرق ہو جاؤ۔ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ۔ بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا حال غفرماتے تھے۔ اللہ حق فرماتے ہیں میں تم شراباً۔ جب تم ان سے برستے (استقبال) کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر مانگو۔ اس میں زیادہ سحرانی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی۔ تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دہاؤ نہ یہ کہ ان کے بعد بھی ان کی بیویوں (ازواج مطہرات) سے نکاح کرو۔ بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی خفیات ہیں۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: 53)

● آیت نمبر: 7 بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔

● آیت نمبر: 8 بے شک (اسے نبی) ہاتھ ماراؤں گے وہی ہے جو ہم سے۔ (سورۃ النور، آیت: 3)

● آیت نمبر: 9 وہ جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ لیا جائے گا

مگر کھل کے جائیں یا سولی دیے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دیے جائیں۔ زمین سے دُور کر دیے جائیں۔ یہ دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے عذاب عظیم ہے۔ (سورۃ النور، آیت: 33)

● آیت نمبر: 10 اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑ دیں اور تمہارے دین پر متاثر نہیں (طعن و تظلم) کریں تو انہیں مرغضوں سے لڑو۔ بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ ہڈیاں جاکیں۔ (سورۃ التوبہ، آیت: 12)

● نبی کریم ﷺ کی توہین سے متعلق احادیث مبارکہ سے اب کچھ حوالہ جات درج ہیں:

● حدیث نمبر: 1 حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "فج (مکہ) کے سال حضور ﷺ مدینہ منورہ

داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر لہو کا غوث تھا۔ جب نبی ﷺ نے اسے اتارا تو ایک صحابی حاضر ہونے اور سر رسول اللہ ﷺ آپ کا گستاخ (انہن خلل) جان بچانے کے لیے) کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے۔ نبی کریم ﷺ (افسوس) اسے قتل کر دو۔ امام مالک کی رائے یہ ہے کہ اس دن حضور ﷺ احرام کی حالت میں نہیں تھے اور اللہ تعالیٰ

ہے۔" (صحیح بخاری، باب: 582، ص: 405-406، حدیث: 4035)

● حدیث نمبر: 2 حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی اشرف (یہودی) کو مارنے کے لئے کون تیار ہے؟ حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ آپ پسند فرمائیں گے کہ میں اسے ماراؤں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں! محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا چمچے اجازت دیجیے میں کعبہ کو احرام میں لے کر واصل جہنم کرنے کے لیے) جنت میں آؤں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مناسب سمجھو کہہ۔" (صحیح بخاری، باب: 271، ص: 168، حدیث: 3023)

● حدیث نمبر: 3 حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "اللہ کے نبی ﷺ نے انصاریوں کو لوگوں کو باور افراخ یہودی کے پاس بھیجا اور عبد اللہ بن عقیق کو ان کا امیر بنایا۔ اور افراخ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخوں کی دشمنوں کی مدد کرتا تھا۔ وہ چاڑی کی سرزمین میں ایک قلعے میں رہتا تھا۔ جب انصاریوں نے غروب ہو

بعد اس کے قلعة تک پہنچے تو لوگ اپنے اپنے جانوروں کو چرا لکڑت چلے گئے۔

عبداللہ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم یہاں (قلعہ کے باہر) اسی جگہ بیٹھو۔ میں جاتا ہوں اور دربان سے مل کر قلعہ کے اندر جانے کی کوئی تدبیر کرتا ہوں۔ وہ آئے اور قلعہ کے دروازے پر پہنچ کر کپڑے اوڑھنا تک کر اس انداز سے بیٹھے جیسے کوئی پاخانہ کر رہا ہو۔ قلعہ کے سب لوگ اندر جا چکے تھے۔ اتنے میں دربان نے انہیں (قلعہ کا خادم کچھ کر) آواز دی کہ اسے بندہ خدا! اس کاپ چاہیے ہو تو اندر داخل ہو جاؤ کیونکہ میں گیت بند کرتا چاہتا ہوں۔

عبداللہ بن عتیک کہتے ہیں یہ سن کر میں قلعے میں داخل ہو گیا اور اپنے آپ کو چھپا لیا۔ جب قلعہ والے سب لوگ اندر داخل ہو گئے تو دربان نے دروازہ بند کر لیا اور چابیاں ایک کھوٹی سے لگا دیں۔ میں اٹھا اور چابیاں لے کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ (تاکہ بھاگنے آسانی ہو)

ابورافع کے پاس رات کو داستان گوئی ہوئی تھی اور وہ اپنے بالا خانوں میں بیٹھتا تھا۔ جب داستان گو چلے گئے تو ابو رافع بھی اپنے کمرے میں چلا گیا۔ میں اس کے بالا خانہ میں چڑھ گیا اور جس دروازے سے گزرتا اسے بند کر لیتا تھا۔ اس سے میرا مقصد یہ تھا کہ اگر لوگوں کو میری خبر ہو بھی جائے تو ان کے پہنچنے پہنچنے میں اس کا کام تمام کر دوں۔

آخر کار میں اس تک پہنچ گیا اور اسے اپنے خاندان کے درمیان تاریک کمرے میں سوئے ہوئے پایا۔ لیکن میں اس کی موجودگی کی کچھ خبر نہ پا سکا۔ اس لئے میں نے دور سے اسے پکارا۔ "اے ابو رافع! اس نے کہا کون ہے؟ میں اس آواز کی سمت ہل پڑا اور تلواریں اس پر وار کیا۔ لیکن میں اس پریشانی کے سبب اسے قتل نہ کر سکا۔ وہ زبردست چلیا اور میں مکان سے باہر آ گیا۔ میں نے چند لمحوں کا انتظار کیا اور جب دوبارہ اس کی طرف گیا (اور آواز بدل کر پوچھا) اے ابو رافع یہ کیسی آواز (شو) ہے؟ اس نے مجھے (اپنا آنسو کھج کر) کہا۔ تمہاری ماں غوار ہو۔ ابھی ابھی ایک آدمی میرے کمرے میں داخل ہوا ہے اور اس نے تمہارے مجھ پر وار کیا ہے۔ یہ سنتے ہی میں نے اسے اور شدت سے توار مار دی لیکن اسے قتل نہ کر پایا۔ آخر کار میں نے تلواریں اس کے پیٹ میں اتار دیا کہ اس کی کمر تک جا پہنچی۔ پھر مجھے احساس ہوا کہ اب میں نے اسے مار ڈالا ہے۔

جب میں نے یقین کر لیا کہ وہ مر گیا ہے تو پھر میں واپس لوٹا۔ میں نے ایک ایک کر کے دروازے کے کھولے اور پھر میں بیڑیوں تک پہنچ گیا۔ میں نے سمجھا کہ میں آخری بیڑی تک پہنچ گیا ہوں۔ چاندنی رات تھی میں گریڑا اور میری پٹلی ٹوٹ گئی۔ میں نے پٹلی کو اپنے منہ سے باندھ لیا اور قلعہ سے باہر آ کر دروازے پر جا بیٹھا۔ میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ آج رات میں باہر نکلیں چاؤں گا جب تک یہ نہ جان لوں کہ وہ مر چکا ہے۔

ان کے دن صبح موت کا اعلان کر کے والا رواج نہ تھا کہ کوئی رافع ہو کر باہر کا حکم دے کر باہر نکلتا۔ پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور کہا کہ اب ہم اپنے آپ کو کھلو لا کر میں یہ کہتا ہوں کہ ابورافع کو قتل کر دیا جائے۔ اس کے بعد میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوا اور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ کر پورا قصہ عرض کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ابھی (کوئی جانی) پٹلی ابر کھلا"۔ میں نے اسے باہر نکالا تو نبی ﷺ نے اس پر اپنا دست اقدس رکھا تو یہ ایسے ٹھیک ہو گئی جیسے اسے کچھ ہوا اس نہیں تھا (یعنی کوئی ہی نہیں تھی)۔" (صحیح بخاری، باب: 371، ج: 251-253، حدیث: 3813)

● حدیث نمبر: (4) حضرت عمر بن امیر رضی اللہ عنہ سے مصدق روایت ہے کہ ان کی مشرک بہن انھیں تک لہرائی تھی۔ جب وہ حضور ﷺ سے ملے تو وہ (ان کے سامنے) حضور ﷺ کی توہین کرتی تھی۔ آخر کار ایک سال انہوں (حضرت عمر) نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بیٹے چلائے اور کہا ہم ان قاتلوں کو جانتے ہیں جنہوں نے انہیں ہلاک کر دیا ہے اور ان لوگوں کے والدین مشرک (کافر) ہیں۔ حضرت عمر نے سوچا کہ اس عورت کے بیٹے کے کاٹنا وہ سب سے قتل نہ کر دیں۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور تمام صورت حال عرض کی۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دے کر انہیں قتل نہ کیا؟ حضرت عمر نے عرض کی وہ مجھے آپ کے متعلق تکلیف پہنچاتی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے عورت کے بیٹوں کو بلوایا اور قاتلوں کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے قاتلوں کے بارے میں کچھ اور لوگوں کے نام ملے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اطلاع دی اور اعلان کیا کہ (توہین رسالت کے سبب) اس (عورت) کا قتل ٹھیک ہوا ہے۔ (صحیح ابوداؤد، جامع الفوائد، ج: 5، ص: 260) (جیسا کہ یہ PLD 1991-FSC 10 میں رپورٹ کیا گیا ہے۔)

● حدیث نمبر: (5) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مستند روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی توہین کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے اس دشمن کے خلاف کون مدد دے گا؟ حضرت زبیر نے فرمایا میں۔ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس سے ملا اور انہیں ڈالا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے یہ نیکی عطا فرمائی۔ (PLD 1991-FSC 10/25 میں رپورٹ کی گئی ہے)

● حدیث نمبر: (6) اسحاق بن ابراہیم سے عبداللہ بن محمد نے انہوں نے ابن عبیدہ سے اور عمرو بن (ان کی بہن) سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ "نبی کریم ﷺ نے فرمایا کون کعب بن اشرف کو قتل کرے گا؟ کعب بن اشرف نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت ستایا ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا میں اسے قتل کر دوں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔۔۔ چنانچہ انہوں نے اسے مار ڈالا۔" (صحیح مسلم، الجہاد، باب: 612، حدیث: 2158)

● حدیث نمبر: 7) ”فتح کے بعد حضور ﷺ عام معافی کا اعلان کر چکے تو آپ نے اپنی عقل اور اس کی کئی دلیوں کو جو کہ نبی کریم ﷺ کے متعلق گستاخانہ شاعری کرتی تھیں۔ ان کے قتل کا حکم فرمایا۔“ (الافتاء از قاضی عیاض ج: 2، ص: 584 اردو ترجمہ) (جیسا کہ PLD 1991-FSC 10 میں رپورٹ کیا گیا ہے)

قانون تحفظ ناموس و رسالت (295.C):

① سیکشن 295.C: پاکستان کے پبلیش کوڈ (تقریبات پاکستان) 1860ء کا سیکشن 295 سی اسی قانون سے متعلق ہے جو کذب و بھٹ ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ سیکشن 295 سی پر ادھر گورنٹ کے مجوزہ چارٹ پر بھی نظر ڈالی جائے جو کورج میں ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے متعلق گستاخانہ الفاظ وغیرہ کا استعمال:

”جو شخص الفاظ کے ذریعے جو بولے گئے یا تحریر کئے گئے یا ظاہری نقوش کے ذریعے یا کسی بہتان کے ذریعے یا ضمن آمیزی کے ذریعے یا غشادہ کے ذریعے جو بالوط یا بالاد اس سے پاک و غیرہ ﷺ کے مقدس نام کی بے حرمتی کا پہلو لگا ہوا ہے اسے موت دی جائے گی یا قید دی جائے گی اور برائے نام بھی مستوجب ہوگا۔“

توچین رسالت پر مندرجہ ذیل چارین کو رسالت آئین و مجرہ کی طرف سے (اس نیچے دی گئی فصل کے مطابق) لکھا جائے گا۔

توچین رسالت کے مرتکب مجرم پر قانونی و اخلاقی چارین:

”یہ کہ تم نے فلاں مینے کی فلاں تاریخ کو فلاں کو لکھا یا فلاں کہتے ہوئے ان الفاظ کا یا ظاہری نقوش یا بہتان کا ذکر کیا جو کہ اس نے جاننا یا سمجھنا (دانش) اور دیکھنا کے لئے اس سے کہی گئی کہ فلاں نے فلاں نام کی بے حرمتی کرتے ہوئے یا چارچا رسالت (الفاظ) استعمال کئے۔ اس طرح تم مجرم کے مرتکب ہو گے اور اس طرح پاکستان میں کوڈ 1860ء کی سیکشن 295 سی کے مطابق سزا کے مستحق ہوئے۔“

اور میری (جج عدالت) کی ہدایت پر اس اسلامی شخصیت کے خلاف سزا دی جائے گی۔

● متحدہ و ہلاقرآن کریم کی آیات اور احکام کے خلاف گستاخانہ اور کلمہ و کلام کی خلاف ورزیوں کے خلاف پاکستان کے آئین کے مطابق ناموس و رسالت کی بے حرمتی پر سزا ”موت“ ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص ایسی بات کہے جس سے معاملہ کی عدالت کو محسوس کرتے ہوئے ”دانش“ (جان بوجھ) اور ”دیکھنا“ کے لئے اس سے کہی گئی کہ فلاں نے فلاں نام کی بے حرمتی کرتے ہوئے یا چارچا رسالت (الفاظ) استعمال کئے۔ اس طرح تم مجرم کے مرتکب ہو گے اور اس طرح پاکستان میں کوڈ 1860ء کی سیکشن 295 سی کے مطابق سزا کے مستحق ہوئے۔“

کے خلاف سزا ”موت“ (پراس) چارین شریعت میں لکھی ہوئی ہے۔

یہ قانون عدالت کو اس کے لئے استعمال کے لئے دیا گیا ہے۔ اس کے لئے دو ضمانتیں ملو و قدغن فرما کر ہم کرتا ہے۔ پہلی بات یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ مختلف (جج) اس جرم کے ثبوت کے وقت خطر غائر دیکھے کہ مجرم نے دانش طور پر یہ جانتے ہوئے کہ مجرم کو رہا ہے یہ جرم کیا ہے اور دوسرا یہ کہ توچین رسالت کے جرم کے اصل ارتکاب کو دیکھے۔ جرم کے معاملے میں انصاف کی رو سے یہ دونوں اصول بین الاقوامی طور پر مسلمہ ہیں اور بین الاقوامی معیاروں کے تمام عملی مقاصد پر پورا اترتے ہیں۔

② توچین رسالت تقریباً تمام الہامی مذاہب میں قائل سزا جرم ہے۔ اس کی ایک زندہ مثال ”یہودیت“ سے لی جا سکتی ہے۔ تو رسالت کی تیسری کتاب 24:16 میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ”وہ جو امانت رسول کرتے ہیں ان کو یقیناً سزائے موت دی جائے گی۔“

دنیا کے دیگر مذاہب میں قانون تحفظ ناموس و رسالت کا جائزہ:

① اس لحاظ پر دیکھنے کے لئے کہ قانون تحفظ ناموس و رسالت صرف پاکستان میں ہی رائج ہے اور اس کا مقصد صرف ایک مخصوص طبقہ کو ہدف (ہارگٹ) بنانا ہے، مکمل طور پر بے بنیاد اور غلط ہے۔ اس سلسلے میں ہم قانون تحفظ ناموس و رسالت کو مختلف مذاہب میں اخذ (رائج) کے حوالے سے مختصر انداز میں تقابلی جائزہ کے طور پر دیکھتے ہیں۔

● افغانستان:

افغانستان جو کہ ایک اسلامی ریاست ہے۔ یہاں توچین رسالت کے مرتکب کو شریعت کی روشنی میں پھانسی کے ذریعے موت کی سزا دی جاتی ہے۔

● آسٹریلیا:

آسٹریلیا کی مختلف ریاستوں و علاقوں دولت مشترکہ آسٹریلیا میں گستاخی کی سزا دینے کا معاملہ یکساں نہیں ہے۔ یہاں توچین رسالت کچھ ریاستوں اور علاقوں میں جرم ہے اور کچھ میں نہیں ہے۔ ناموس و رسالت کے سلسلے میں توچین رسالت کے مجرم کو آخری دفعہ 1919ء میں ریاست وکٹوریہ میں پھانسی دی گئی۔

● آسٹریلیا:

آسٹریلیا پبلیش کوڈ میں توچین رسالت کے حوالے سے دو شکایتیں موجود ہیں۔ (1) 88: بندہ ہی تعلیمات میں تبدیلی لانا (2) 189: بندہ ہی تعلیمات میں گزیر پیدا کرنا۔

● بنگلہ دیش:

بنگلہ دیش کا بٹیل کوڈ اور دیگر مختلف قوانین تو ہیں رسالت کو قائل نہ ہونے کے ہیں اور مذہبی جذبات کو بھروسہ کرنے سے بھی روکتے ہیں اور گفتگو کی آزادی کے سلسلے میں دیگر قوانین اور پالیسیوں کو بھی روکتے ہیں۔

● برازیل:

آئرلینڈ 208 بٹیل کوڈ کے مطابق عوامی طور پر ایسا کوئی بھی عمل جو مذہبی شخصیات، اعمال اور تعلیمات میں توہین کا پہلو رکھے ایک قائل مزاجرم ہے۔ اس کی سزا ایک مہینے سے ایک سال تک قید یا جرمانہ بھی ہو سکتی ہے۔

● کینیڈا:

کینیڈا کے کریٹل کوڈ کے مطابق گستاخی یا توہین ایک جرم ہے۔ لیکن کینیڈین حکومت ان شتوں کو چارغ آف رائٹس اینڈ فریڈم کے حوالے سے دیکھتی ہے۔ 1935ء میں آئری ہارکینیڈا میں اس حوالے سے کارروائی کی گئی۔

● ڈنمارک:

ڈنمارک میں بٹیل کوڈ کا پیرا گراف نمبر 140 توہین کے متعلق ہے۔ لیکن 1938ء کے بعد جبکہ ایک نازی گروپ کو یہودی مخالف پروپیگنڈے کی بنا پر سزا دی گئی تھی۔ اس واقعے کے بعد اس شق کا استعمال نہیں کیا گیا۔ نفرت پر مشتمل نظریے کے حوالے سے 266 بی کے قانون کا آزادانہ استعمال کیا جاتا ہے۔ 2004ء میں غصے کی شے متعلق شتوں کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی لیکن حکومت اسے اسے مسترد کر دیا گیا۔

● مصر:

مصر کی واضح اکثریت سنی العقیدہ ہے۔ اکثریت قانون تحفظ ناموں رسالت کو دوسرے قوانین کے ساتھ مصر کی تعلیموں خاص طور پر شیعہ، صوفی، عیسائیوں، یہائی اور ہر یوں کو جھگ کرنے کے لئے استعمال کرتی ہے۔

● بھارت:

بھارتی اکثریتی مذہب ہندومت میں توہین رسالت کی سزا کا کوئی تصور نہیں مگر ہندوستان کے مسلم حکمرانوں نے یہ قوانین متعارف کرائے۔ 1860ء میں برطانوی خاصوں نے ان قوانین کو ختم کر دیا تاکہ مسیحی مشنری اداروں کو اپنا منصوبہ یا پمپھیل تک پہنچانے میں آسانی ہو۔ ان دونوں بھارتی بٹیل کوڈ کے سیکشن 295.A کے تحت نفرت آمیز نظریے کسی مذہب یا کسی شخص کے مذہبی اعتقاد کی توہین کی کوشش پر سزا دی جاتی ہے۔

● اسرائیل:

یہاں کریٹل کوڈ کے آرٹیکل 156.A کے تحت، اللہ اور پیغمبر عام کسی مذہب کے خلاف جارحانہ طور پر توہین پختی جذبات کے اظہار یا مذہب کی توہین قائل مزاجرم ہے اور اس کی سزا تیرہ یا دو 5 سال قید ہے۔

● اسرائیل:

اسرائیل میں بٹیل کوڈ کی شق 170 اور 173 توہین رسالت سے متعلق ہے۔

● اردن:

اردن کا قانون توہین رسالت سے روکتا ہے اور مسلمانوں کے جذبات کو بھروسہ کرنے سے روکتا ہے یا کسی مذہبی شخصیت یا مقدس مقام کی گستاخی سے روکتا ہے۔ ان حدوں کی خلاف ورزی کرنے والے کو تین سال سے دو تا تک کی سزا دیا جاسکتا ہے۔

● کویت:

کویت ایک اسلامی ملک ہے۔ یہ اہمیت رسول کوئی اسلام کے مطابق قانون کے ذریعے روکتا ہے۔ رسول قانون کے ذریعے کویت میں عام طور پر شیعہ، عیسائی اور صوفیوں کو جھگ کیا جاتا ہے۔

● ملائیشیا:

ملائیشیا مذہب کی توہین سے روکتا ہے اور مذہبی معاملات کی توہین کو تعلیم کے ذریعے سے روکتا ہے۔ ملائیشیا ایک امپیریل اور انگریزی میڈیا پر قانون یا ہندی مانڈ کرتا ہے۔ ملائیشیا میں کچھ ریپبلکن مشنری اداروں کے ذریعے اسلام کی مخالفت کرتی ہیں لیکن جہاں شریعت اکوٹ ہوتی، وہاں ملائیشیا بٹیل کوڈ انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان:

● مالدی:

توہین رسالت کے خلاف قوانین کی بجائے حکومت مالدی نے مذہب میں تبدیلی اور غیر اخلاقی یا اور کے خلاف بنائے ہیں۔ مالدی کے کریٹل کوڈ 1933ء کی شق نمبر 163 کے مطابق یہ قانون روسن کی متعلق مذہب کی خلاف ورزی سے روکتا ہے۔ مالدی کا مذہب ہے۔ مالدی کا مذہب میں رد و بدل یا ترجمہ کرنے والے کو دو سال یا دو سال سے دو سال قید دی جاتی ہے۔

آئرلینڈ نمبر 164 کی رو سے مالدی کی مذہب میں کسی قسم کی تحریف یا رد و بدل کرنے والے کو ایک سے تین سال کی سزا دی جاتی ہے۔

روائی جاتی ہے۔

آرٹیکل 338.BB کے مطابق اگر کوئی شخص بے فکرانہ طور پر کسی ایسے غیر موزوں یا غلط الفاظ استعمال کرتا ہے یا غیر اخلاقی حرکات کرتا ہے تو وہ آرٹیکل نمبر 342 کے مطابق بھی عوامی جذبات کو مجروح کرنے یا ناشائستگی پھیلانے پر اس کا مستوجب ہوگا۔

آرٹیکل 338.BB میں اہانت رسالت کے مرتکب شخص کو 11 ہزار روپے 65 سٹیکس جرمانہ کیا جائے گا اور زیادہ سے زیادہ تین ماہ تک قید کی سزا دی جائے گی۔ 2008ء میں 621 افراد کے خلاف مالٹا میں توہین رسالت کے سلسلے میں روائی کی تھی۔

نیدر لینڈ

ریاست نیدر لینڈ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین پر سزا کا قانون موجود ہے۔ نیدر لینڈ کے آئین کے آرٹیکل 147 کی رو سے توہین کے مرتکب افراد کو تین مہینے کی جیل ہے یا 3600 یورو جرمانہ کی سزا دی جاسکتی ہے۔

نیوزی لینڈ

نیوزی لینڈ میں سیکشن 123 کرانز ایکٹ 1961ء کے مطابق اگر کوئی شخص توہین رسالت پر مبنی کوئی مواد شائع کرتا ہے تو اس کو ایک سال کی سزا ہے۔ اس سلسلے میں نیوزی لینڈ میں توہین رسالت کے مرتکب صرف ایک شخص اخبار "ڈی بیری لینڈ وکر" کے پبلشر جان مگور کو 1922ء میں سزا دی گئی۔

مالٹا

مالٹا کے کریمینل کوڈ میں سیکشن 204 کے مطابق توہین رسالت ایک جرم ہے اور شریعت کو دشمنی کو کچھ ریاستوں میں شریعت کے مطابق کام کرنے کی اجازت ہے۔ قانون کے موثر استعمال کا اختیار بھی متعلقہ عدالت کی ذمہ داری ہے۔

سعودی عرب

عوامی عرب کا ریاستی مذہب اسلام ہے۔ ملک کے قوانین ایک خوبصورت آمیزہ ہیں۔ شریعت کے اور اخلاقی مذہبی مقصد ملنے ملتے کی کونسل کے تعاون کی روشنی میں فیصلے کیے جاتے ہیں جو مختلف مذاہب کی عقل یا موت کی شکل میں

نہایت ہیں۔

سوڈان

سوڈان میں ریاستی مذہب سنی اسلام ہے۔ ملک کی تقریباً 70 فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ باقی ایک بڑا فرقہ جو تقریباً 25 فیصد ہے انجیل (Animist) مذہب پر مشتمل ہے۔

سوڈانی کریمینل ایکٹ کے سیکشن 125 کے مطابق مذہب کی تذلیل، نفرت یا توہین کی نیتی سے نہایت ہے۔ اس سیکشن کے مطابق جرمانے اور مختلف سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ جرمانہ زیادہ سے زیادہ 40 لیسٹر ہے۔

نومبر 2007ء میں سوڈانی ٹیڈی بچتر جاس فچی کیس بہت مشہور ہوا۔ دسمبر 2007ء میں یہ سیکشن دوسری بکس بیلز کے خلاف استعمال ہوا۔ ان دونوں کو چھ ماہ کی سزا ہوئی کیونکہ انہوں نے کورٹ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نجی کریمینل کی ذمہ دہیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ناؤ یا الفاظ استعمال کئے تھے۔

متحدہ عرب امارات

یہاں توہین رسالت کی حوصلہ شکنی کے لیے نشر و اشاعت کی مانیٹرنگ کی جاتی ہے۔ مسلمانوں کے لیے شرعی سزا اور غیر مسلموں کے لیے حدیہ کے اختیارات استعمال کیے جاتے ہیں۔

برطانیہ

برطانیہ میں قانون توہین رسالت خاص طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کے خلاف قانون موجود ہے۔ آخری بار یہ قانون اس وقت حرکت میں آیا جب 2007ء میں ایک بنیاد پرست عیسائی گروپ کرچن وائس نے فحش طور پر بی بی سی (BBC) کے خلاف مقدمہ درج کروایا ہے۔ یہ مقدمہ ایک ڈرامہ پیش کرنے پر ہوا۔ جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک (gay) کے طور پر پیش کر دیا گیا۔ اس گروپ پر الزامات لگائے گئے۔ لیکن شہر ویسٹ منسٹر کے مجسٹریٹ اور پھر ہائیکورٹ نے الزامات یہ کہہ کر مسترد کر دیے کہ مسیح یا عیسیٰ پر یہ قوانین لاگو نہیں ہوتے۔

آخری کا سبب کیس برطانیہ میں 1977ء میں وائس لین کے خلاف دائر ہوا جو گے نیوز (gay news) کا ایڈیٹر تھا۔ اس کی بنیاد اس کی ایک گھسیٹ لی لفظ (The Love that Dares to Speak its Name) جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق غلط کردار پیش کیا گیا۔ لیکن کو 500 لاکھ جرمانہ کیا گیا اور 9 ماہ کی قید ہوئی۔ اسی لفظ سے ایس ٹی رانی نے 2002ء میں Trafalgar Square میں اسی طرح لوگوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا لیکن اس کے خلاف لیکن کوئی آئینی کارروائی نہیں کی گئی۔

9 دسمبر 1921ء کو جان ولیم آخری شخص تھا جسے برطانیہ میں توہین رسالت پر سزا ہوئی۔ اس نے حضرت مسیح علیہ السلام

لے کر وہ (جیت المقدس) میں داخلے کے عملی من کوٹ تہائی فوج کی تھی اور حضرت نبی اکرم ﷺ کا مزار (نوحا ہا تہ) سرکس کے ایک محفل سے کیا تھا۔ اسے نو سینے کی خشت قیہ ہا مشقت کی سزا دی گئی۔

حکات لینڈ میں توین رسالت کا آخری کینس 1843ء میں ہوا جبکہ 1697ء میں حکات لینڈ کے ایک ہاشمہ نے قہمسا ایکین ہڈ کو توین رسالت پر چٹائی دی گئی تھی۔

5 مارچ 2008ء کو کمریٹل جٹس اور امیکریٹیشن ایکٹ 2008ء میں توین رسالت کی قانونی دفعات کے حوالے سے اٹھینڈ اورڈر میں کچھ تبدیلیاں کی گئیں اور عام قانون توین رسالت شمع کر دیا گیا۔ 8 جولائی 2008ء کو شاہی منظوری سے یہ نیا تہذیبی شہدہ قانون لاگو ہو گیا۔

● مین:

میں میں بھی دوسری اسلامی ریاستوں کی طرح توین رسالت پر قوانین اور سزائیں موجود ہیں۔ مذہبی اقلیتوں، چین لوگوں، فٹکاؤں اور پورٹرز اور ہوسٹس کی تنظیموں کو نقصان پہنچانے پر سزا دینا ہیں۔ قانون حفظ ناموس رسالت کے تحت توین رسالت کے مرگب افراد کو کہیں میں نہ ہلاک کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی ان کو ملک بدر کیا جاتا ہے۔ جس شخص پر توین رسالت کا الزام ہو اس کا فیصلہ شریعت کے تحت کیا جاتا ہے اور جرم ثابت ہونے پر مجرم کو موت کی سزا دی جاسکتی ہے۔

● امریکہ:

امریکہ کے ابتدائی ایام میں توین رسالت پر موت کی سزا تھی۔ لیکن اس میں ایک یا تہذیبی کر کے مٹش مین 'اوکا ہوا' ساؤتھ کیرولینا' میسا جوزس اور پنسلوانیا میں توین رسالت کے متعلق قوانین موجود ہیں۔ امریکہ کی کچھ ریاستوں میں ابتدائی دوس میں توین رسالت سے متعلق قوانین موجود ہیں۔ مثال کے طور پر پاب: 272 میسا جوزس میں عام قوانین میں ایک شمس موجود ہے جو 1697ء کے ریاستی قوانین میں اسی سے متعلق ہے۔

نیکشیں 36 کی رو سے جو کوئی بھی ارادنا اللہ تعالیٰ کے مقدس نام کی بے حرمتی کرے گا انکار کی صورت میں کوٹنے کی صورت میں یا طعنہ انداز میں خدا کی عبادت کرے گا یا اس کی حقوق کو توڑا جھکا جائے گا اور نہ ہی کوٹہ اچھا کہے گا یا عیسائی لفظ کے متعلق کوئی لفظ الفاظ کہے گا یا توین آئیز یا مسئلہ خیر انداز اختیار کرے گا تو اسے ایک سال 3000 ڈالر سے زیادہ سزائیں دی جائے گی اور اسے آئندہ کے لئے ایٹھ دے دیے گا یا بند کیا جائے گا۔

1973ء کے آئین کے تحت ملک کا نام 'اسلامی جمہوریہ پاکستان' ہے۔ آئین میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ صرف پاکستان

ان جس لفظ طاعت پر عادت تھی اسلی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لیے یہ اور اصطلاحات کو یا انسانی عوام کی عبادت کے اندر دیتے ہوئے استعمال کر سکتے ہیں۔ پاکستانی عوام کا فیصلہ ہے کہ ان کی دوست اپنی طاقت اور اختیارات کبھری اصولوں کے مطابق عوام کی منتخب کردہ پارلیمنٹ کے ذریعے استعمال کرے گی۔ آزادی مساوات، برداشت اور سماجی انصاف ایسے اصول ہیں پر اسلام ضرور دیتا ہے ان کا لازمی خیال بھی رکھا جائے گا۔

18 پاکستان کا آئین یہ بھی تقاضا کرتا ہے کہ ایسا معاشرہ تشکیل دیا جائے جس میں عوام اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو قرآن و سنت کے مطابق اسلامی و عالمی میں داخل نکلیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آئین اقلیتوں پر سمانہ اور پے ہوئے عہدات کے جائز ملاقات کے مکمل تحفظ کی ضمانت بھی فراہم کرتا ہے۔

19 اس حکم کو سوسائلی (معاشرے) میں ادراک اس وقت تک نہیں حاصل ہو سکتا جب تک اس کی ہا قاعدہ قانون سازی نہ ہو اور اداروں میں رائج نہ ہو۔ اس ریاست (پاکستان) کا مذہب اسلام ہے۔ جہاں پر قرآن و سنت قانون کے بنیادی ماخذ مانے جاتے ہیں۔

20 اب نیکشیں 295.C کی ٹھوس حیثیت کی بات ہوگی جو کہ پاکستان جٹیل کوڈ 1860ء ایکٹ نمبر 3 1986ء پر لایا گیا۔ یہاں ضروری ہے کہ اس قانون کو دوبارہ دیکھا جائے جو پہلے ہی ایک فیصلہ کے تحت حتمی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

295.C نئی کریم ﷺ کی شان میں گستاخانہ الفاظ، تبصرے یا آرام پر مشتمل ہے۔ جو کوئی بھی اپنے الفاظ کے ذریعے چاہے وہ بولے گئے ہوں یا لکھے گئے ہوں یا امر کی نقوش کے ذریعے یا طعن آمیز کتاب کے ذریعے یا لفظ و نظر کشی کے ذریعے یا لفظ یا لفظ یا لفظ یا لفظ کریم ﷺ کے پاک نام کی بے حرمتی کرتا ہے۔ اسے سزائے موت دی جائے گی یا عمر بھر قید ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ جرم ثابت بھی کیا جاسکتا ہے۔

قانون کے اس حصے (قانون حفظ ناموس رسالت) پر پارلیمنٹ پارلیمانی فورم کے اندر اور باہر بحث ہونی لازمی۔ آئینی عدالت کے سامنے بھی بحث ہو چکی ہے۔ (آئینی کورٹ) فیڈرل شریعت کورٹ نے اس قانون کا قرآن و سنت کی روشنی میں بہت گہرا جائزہ لیا۔ مقدمہ بعنوان محمد اسماعیل کریمش بر مقابله حکومت پاکستان بذریعہ نیکری قانون و عدالتی امور (1991 FSC P.10 PLD) میں (دو قی شری عدالت) اس نتیجہ پر پہنچی کہ توین رسالت کے سامنے میں سزائے موت کے علاوہ کوئی بھی دوسری سزا اسلامی احکامات کے خلاف ہے۔

اس فیصلے میں سے کچھ سے پیش خدمت ہیں۔

(Arabic English Lexicon ,E.W.Lane, Book-1 Part-1 P.44)

(PLD 1991 FSC 10 P.26)

نمبر 167، اوپری مٹی بحث کے تناظر میں ہم یہ رائے قائم کرتے ہیں کہ پاکستان جیل کو 1860ء تک 295 سی
میں تو جین رسالت کی سزا موت اور عرقیدہ سے جو قرآن و سنت سے مطابقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ قرآن و سنت میں تو جین
رسالت کی سزا صرف موت ہے عرقیدہ میں اُس لیے عرقیدہ کا لفظ ختم کر دینا چاہیے۔ (PLD 1991 FSC p.10)

سیکشن نمبر 374: جب سیشن کورٹ کسی شخص کو سزائے موت سناتی ہے تو یہ کیس (مقدمہ) ہائی کورٹ میں بھیج دیا جاتا ہے۔ اور اس وقت تک سزا پر عمل درآؤ نہیں ہو سکتا جب تک ہائی کورٹ سزائے موت کی توثیق نہ کر دے۔

متاثرہ فریق تکلیفیں: 417 کی ذیلی مشق 2A کے مطابق اس مسئلے میں ہالی کارٹ کے علاوہ کسی اور خدات سے بریت کے بعد اعلیٰ عدالتوں میں مزاکرے خلاف اپیل کر سکتا ہے۔

اس موقع پر میں آپ کی توجہ اس معاملے کے ایک پہلو کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ پروپیگنڈے کے زیر اثر ایک غلط تاثر دیتے ہیں کہ پاکستان میں اس حوالے سے جو قوانین ہیں وہ حقوق انسانی کے بین الاقوامی معیار پر پورا نہیں اترتے یا یہ قوانین عالمی سطح پر قابل قبول نہیں ہیں۔ یہ تاثر مکمل طور پر بے بنیاد اور غلط ہے۔ اس حوالے سے قریب ترین مثال بھارت کی جیش کی جاسکتی ہے جہاں 1973ء کے کریمنل کوڈ (1974ء کے ایکٹ (2) کے باب نمبر 28XXVLLL) میں شق 366 مزائے موت سیشن کورٹ کی طرف سے ہائی کورٹ کی طرف بھجواتا۔ جب سیشن کورٹ کسی شخص کو مزائے موت سناتی ہے تو کیس ہائی کورٹ میں داخل کیا جائے گا اور سزا پر اس وقت تک عمل درآمد نہیں کیا جائے گا جب تک ہائی کورٹ اس کی توثیق نہ کرے۔

اس تقابلی مطالعے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ پاکستان کریمنل کوڈ 1898ء اور انڈین کریمنل کوڈ 1973ء میں الفاظ تک یکساں ہیں۔ اس بات شدہ تجزیے کے تاثر میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اس سلسلے میں پاکستان میں حالیہ قوانین اس طرح کے مقدمات کے فرائض اور قانونی اطلاق کے سلسلے میں بین الاقوامی معیار اور ضرورتوں کے عین مطابق ہیں۔ مجھے یہاں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان میں اس سلسلے میں موجود کریمنل کوڈ 1947ء کی ذرا سی کے بعد نہیں

کو اپنے مذہبی اداروں کو چلانے کی عمل آزادی ہے۔ مگر بے شک یہ سب کچھ قانون پبلک آؤڈر (عوامی مواقع) اور اخلاقیات کے دائروں میں رہ کر کرنا ہے۔

24 پاکستان ایک ذمہ دار ریاست کی طرح مقدمات کے سلسلے میں ایپلوں، آئی جی اور دیگر عملی ص کے متعلق ایک بھرپور آئی جی و ایچ پی میا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 1986ء سے لے کر آج تک اس قانون کے تحت کسی کو سزائے موت نہیں دی گئی۔ یہ حقیقت ایک واضح ثبوت ہے کہ ہمارے ملک میں عدالتی کارروائیاں انجمنی مضبوطی کے ساتھ قانون پر عمل پیرا ہیں۔

25 وزارت داخلہ کو یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ اس معاملے میں قانونی راستہ اختیار کرے۔ اس معاملے میں ایگزیکٹو کو کسی ایکشن کی ضرورت نہیں۔ سسٹم عاصیہ نورین کو کرپشنل کوڈ 1898ء کی مشق 410 کے تحت پہلے ہی قانونی طور پر امداد حاصل ہے۔ وہ ہائی کورٹ میں اپیل کر کے عدالت کے فیصلہ اور اپنی سرکاری سزائے موت کو چیلنج کر سکتی ہے۔

26 اس لئے وزارت اعلیٰ امور کی طرف سے وزیراعظم پاکستان کو کی گئی درخواست جو کہ وزارت قانون، انصاف اور پارلیمانی امور نے قانون تحفظ ناموس و رسالت کو مد نظر رکھتے ہوئے بہت گورے دیکھی ہے۔ اقلیتوں کی طرف سے دی گئی درخواست میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ لہذا اس سلسلے میں کوئی قدم نہیں اٹھایا جاسکتا۔

27 جب سے وزارت خارجہ نے وزارت داخلہ کی طرف سے پیچھے ہٹنے کو مدد کو دیکھنا شروع کیا ہے تو یہ مناسب لگتا ہے کہ حالیہ نظر ثانی شدہ فیصلے کی ایک نقل وزارت خارجہ کو بھی بھیجی جائے۔ اس جائزے کی ایک کاپی وزارت خارجہ کو ارسال کر دی گئی ہے۔ اس چیز کی سفارش بھی کی گئی ہے کہ وزیراعظم تمام ڈیپوٹوں اور دیگر متعلقہ اداروں (حلقوں) کو وزارت قانون، انصاف و پارلیمانی امور کی رائے کے بغیر کسی قسم کے عوامی تبصروں سے گریز کرنے کی ہدایت کریں کیونکہ یہ گورنمنٹ آف پاکستان کے برٹس رولز 1973ء کے تحت ضروری ہے۔

ڈاکٹر ظہیر الدین ہابر اعوان

وفاقی وزیر قانون، انصاف اور پارلیمانی امور

برائے: وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان، اسلام آباد

نقول:

۱۔... سیکرٹری آئی جی پاکستان، اسلام آباد

۲۔... وزیر امور خارجہ، اسلام آباد

۳۔... وزیر داخلہ، اسلام آباد

وزیراعظم سیکرٹریٹ اسلام آباد

عنوان: پاکستان میں قوانین تحفظ ناموس و رسالت کے متعلق اٹھنے والے

سوالات کا تفصیلی جائزہ:

28 وزیراعظم پاکستان، وزیر قانون، انصاف و پارلیمانی امور کی طرف سے پیش کی گئی تجاویز کو (قانون تحفظ ناموس و رسالت کے حق میں) بخوشی منظور کرتے ہیں اور اس سلسلے میں متعلقہ وزارتوں کو قابل عمل تجاویز کے متعلق ہدایت جاری کی جا رہی ہیں۔ منظور شدہ تمام کاپی الگ سے ارسال ہے۔

درست: منوٹو (منتر لائٹ)

پرنسپل سیکرٹری برائے وزیراعظم پاکستان

8 فروری 2011

وزارت قانون، انصاف اور پارلیمانی امور

611/M/PSPM/M/2011

PS/P/11

Government of Pakistan
Ministry of Law, Justice & Parliamentary Affairs

Subject: **A DETAILED EXAMINATION OF QUESTIONS ARISING OUT OF BLASPHEMY LAWS IN PAKISTAN.**

The instant reference emanates from a number of letters written by different individuals, organizations, foreigners etc. to the Prime Minister of Pakistan which were sent to this Ministry vide PM's Secretariat u.o. No.5(30)/FSA/2010, dated 30th December, 2010 and OGW/Misc/Asia/bibi/2011, dated 15th January, 2011 as well as a separate reference sent by the Ministry of Interior vide their letter No. u.o. /132/2010-Ptns, dated 8th December, 2010 to this Ministry. All are related to the conviction of Ms. Asia Noreen (a convict sentenced under the blasphemy law by a court of competent jurisdiction) Still another reference is sent by the Ministry of Minorities calling for amendment in the blasphemy laws in Pakistan.

2. The Ministry of Foreign Affairs vide u.o. No. DG(Americas)-1/2010, dated 23rd November, 2010 sent a reference on the same issue to this Ministry.

3. The Secretariat of National Assembly of Pakistan vide No.F 23(45)/2010.Legis, dated 15th December, 2010 sent a reference seeking views/comments of this Ministry on a Private Member's Bill moved by Mr. Shehbaz Rehman (Sherry Rehman), MNA, titled as "the Criminal Law (Review of Punishment for Blasphemy) (Amendment) Bill, 2010", calling for amendment in the blasphemy laws in Pakistan as enshrined in the Pakistan Penal Code 1860 as well as in the Code of Criminal Procedure 1898. The query of the National Assembly Secretariat for ready reference is reproduced hereinbelow:

"The undersigned is directed to state that Ms. Sherry Rehman, MNA has given notice of her intention to introduce the Criminal Law (Review of Punishment for Blasphemy) (Amendment) Bill, 2010, (Copy enclosed). It has been decided that before taking further action with regard to its admissibility, the views/comments of the Ministry of Law, Justice and Parliamentary Affairs may be solicited in the light of Federal Shariat Courts decision reported in PLC 1991 Federal Shariat Court 10."

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
والسلام على من اتبع الهدى

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
والسلام على من اتبع الهدى

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
والسلام على من اتبع الهدى

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
والسلام على من اتبع الهدى

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
والسلام على من اتبع الهدى

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
والسلام على من اتبع الهدى

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
والسلام على من اتبع الهدى

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
والسلام على من اتبع الهدى

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
والسلام على من اتبع الهدى

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
والسلام على من اتبع الهدى

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
والسلام على من اتبع الهدى

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
والسلام على من اتبع الهدى

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
والسلام على من اتبع الهدى

وبعد تلقي العمال من بعد إعطائهم وصلوا إلى منازلهم
فكانت أحوالهم في اليوم التالي أفضل من يومهم

1. They were given some money and food and they were able to go home. The next day they were better than the day before.

2. They were given some money and food and they were able to go home. The next day they were better than the day before.

أولاً: كانت أحوالهم في اليوم التالي أفضل من يومهم
ثانياً: كانت أحوالهم في اليوم التالي أفضل من يومهم
ثالثاً: كانت أحوالهم في اليوم التالي أفضل من يومهم

1. They were given some money and food and they were able to go home. The next day they were better than the day before.

إن الذين يحلون في يومهم أولئك في الثاني

1. They were given some money and food and they were able to go home. The next day they were better than the day before.

إن ذلك هو الثاني

1. They were given some money and food and they were able to go home. The next day they were better than the day before.

بعد ذلك الذين يحلون في يومهم أولئك في الثاني
أولاً: كانت أحوالهم في اليوم التالي أفضل من يومهم
ثانياً: كانت أحوالهم في اليوم التالي أفضل من يومهم
ثالثاً: كانت أحوالهم في اليوم التالي أفضل من يومهم

1. They were given some money and food and they were able to go home. The next day they were better than the day before.

بأنهم الذين يحلون في يومهم أولئك في الثاني
أولاً: كانت أحوالهم في اليوم التالي أفضل من يومهم
ثانياً: كانت أحوالهم في اليوم التالي أفضل من يومهم
ثالثاً: كانت أحوالهم في اليوم التالي أفضل من يومهم

1. They were given some money and food and they were able to go home. The next day they were better than the day before.

بأنهم الذين يحلون في يومهم أولئك في الثاني
أولاً: كانت أحوالهم في اليوم التالي أفضل من يومهم
ثانياً: كانت أحوالهم في اليوم التالي أفضل من يومهم
ثالثاً: كانت أحوالهم في اليوم التالي أفضل من يومهم

أولاً: كانت أحوالهم في اليوم التالي أفضل من يومهم
ثانياً: كانت أحوالهم في اليوم التالي أفضل من يومهم
ثالثاً: كانت أحوالهم في اليوم التالي أفضل من يومهم
رابعاً: كانت أحوالهم في اليوم التالي أفضل من يومهم
خامساً: كانت أحوالهم في اليوم التالي أفضل من يومهم

1. They were given some money and food and they were able to go home. The next day they were better than the day before.

1. They were given some money and food and they were able to go home. The next day they were better than the day before.

1. They were given some money and food and they were able to go home. The next day they were better than the day before.

1. They were given some money and food and they were able to go home. The next day they were better than the day before.

1. They were given some money and food and they were able to go home. The next day they were better than the day before.

1. They were given some money and food and they were able to go home. The next day they were better than the day before.

1. They were given some money and food and they were able to go home. The next day they were better than the day before.

1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 26

other procedural alternatives that ever since 1986 till date, reportedly, no execution has taken place under this law so far. This fact is an ample proof of safeguards embodied in the entrenched judicial practices in this country.

25. The Ministry of Interior is advised to follow the legal course of respecting the principle *re-lis-pendens*. No action is required by executive authorities as Mst. Aasia Nooreen had already sought herself legal remedy under section 410 of the Criminal Procedure Code 1898 by filing an appeal against her conviction in the concerned High Court challenging the judgment of the trial court and penalty of death sentence.

26. So far as the request made to the Prime Minister of Pakistan by the Ministry of Minorities which is also referred to the Law, Justice & Parliamentary Affairs Division to look into the reforms of blasphemy legislation as a matter of urgency is concerned, it has no substance. Therefore, no action is recommended.

27. Since the Ministry of Foreign Affairs sought briefing material from this Ministry, therefore, it is appropriate that a copy of instant review be sent separately to the Ministry of Foreign Affairs. It is also recommended that the Prime Minister may advise all Divisions and other concerned quarters not to make public comments on the issues involving constitutional nuances or legal consequences without the opinion of the Ministry of Law, Justice & Parliamentary Affairs as this is the requirement of Government of Pakistan's Rules-of-Business, 1973.

(DR. ZAMEERUDDIN BABAR AWAN)
Minister for Law, Justice &
Parliamentary Affairs

The Prime Minister of the
Islamic Republic of Pakistan
Islamabad.

Copy to:

1. The Speaker, National Assembly of Pakistan, Islamabad.
2. Minister for Foreign Affairs, Islamabad.
3. Minister for Interior, Islamabad.

Provision of section 410 of the Criminal Procedure Code 1898 is not intended to provide a remedy to a person who has been convicted by a court of law.

2. In the case of the death sentence, the High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

17. There is no provision in the Criminal Procedure Code 1898 which provides for a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

18. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

19. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

20. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

21. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

22. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

23. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

24. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

25. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

26. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

27. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

28. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

29. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

30. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

31. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

32. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

33. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

1. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

2. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

3. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

4. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

5. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

6. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

7. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

8. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

9. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

10. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

11. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

12. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

13. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

14. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

15. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

16. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

17. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

18. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

19. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

20. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

21. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

22. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

23. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

24. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

25. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

26. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

27. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

28. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence. The High Court has the power to grant a stay of execution of the sentence.

PRIME MINISTER'S SECRETARIAT
ISLAMABAD

Subject: A DETAILED EXAMINATION OF QUESTIONS ARISING OUT OF BLASPHEMY LAWS IN PAKISTAN

28. The Prime Minister has been pleased to approve the proposals contained in the subject note of Minister for Law, Justice & Parliamentary Affairs. Ministries concerned are being conveyed necessary directions on actionable proposals, copies of which are being endorsed in you separately.

Sharada
(Khushnood Akhtar Lashari)
Principal Secretary
to the Prime Minister
08.02.2011

Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs

No. 611 / PSLM / M / 2011



روحانی خنزل و اخلاقی گراوٹ اور تعصب و نفاسیت کے تحت مکار و کذاب انگریز کو بھلو کے اس مقولہ کے مطابق کہ ”جھوٹ اس کفر و تشکیک کے ساتھ بولو کہ لوگ اسے سچ سمجھ لیں۔“ جو باطل پروپیگنڈا اور جھوٹی کہانیاں تاریخ میں شامل کر دی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی (مصنف فتویہ الایمان) اور ان کے پیرو سید احمد بریلوی تحریک آزادی کے ہیرو اور انگریز کے سخت مخالف تھے۔ یہ وہ کذاب بیانی ہے جس کا تحریر و تقریر میں مذکرہ کرتے ہوئے بزم فہم و فہم کے بڑے نام نہاد مورخ و پڑھے لکھے جہلاء و دانشمندان شرماتے۔

مزید ستم ظریفی یہ ہے کہ اس غلط پروپیگنڈا کی بنا پر جو حضرات واقعی تحریک آزادی کے قائد، انگریز کے خلاف اور مسیحی میں حامدین اسلام اور انگریز کا نشانہ تھے ان کی نہ صرف حق منہ لی ہوئی ہے بلکہ پوری طرح ان کی کہ ان کی حق منہ لی ہوئی ہے جیسا کہ قائد جنگ آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔

اعتراف حقیقت:

مولوی محمد اسماعیل پانی پتی نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے اور محققانہ و مؤرخانہ اور منصفانہ طور پر مختلف ذرائع و مؤرخین کی تحقیقات کا خلاصہ بڑی عمدگی کے ساتھ پیش کیا ہے اور اس سلسلہ میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ تاریخی حقائق و واقعات کو ترتیب دیا ہے۔ مزید لطف کی بات یہ ہے کہ ”پانی پتی“ صاحب کوئی متعصب و مخالف مؤرخ نہیں بلکہ مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے پیرو سید احمد صاحب بریلوی کے عارف و عقیدت مند ہیں بلکہ ان کو وقت کا جہاد اور نہایت درجہ کی محنت بزرگ مانتے ہیں اور بہت عقیدت و احترام سے ان کا ذکر کرتے ہیں۔ (حاشیہ مقالات سرسید، ص: 16، ص: 253)

مقالات سرسید کے حاشیہ پر مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے تذکرہ میں مولوی محمد اسماعیل پانی پتی نے لکھا ہے ”اس کتاب ظلیق احمد لکھائی نے 1857ء کا تاریخی روزنامہ کے دیباچہ میں یہ ثابت کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف پیدا ہونے والی تحریکوں کے بانی دراصل حضرت سید احمد اور حضرت شاہ اسماعیل ہی تھے اور 1857ء میں جو کہ وہاں دونوں حضرات کی تبلیغ کا اعلیٰ نتیجہ تھا مگر اس بیان کو حقیقت سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ حضرت سید احمد بریلوی

اور حضرت شاہ صاحب کی ملی زندگی سب پر روز روشن کی طرح گیلیاں ہے۔ چنانچہ ان حضرات کے انگریزوں سے پیسے اٹھنے تعلقات تھے وہ کوئی دھکی چھٹی بات نہیں۔

یہ بات دوسری ہے کہ 1857ء کے چند سال بعد سید صاحب کے شیعیں نے سرحد پر لڑائیاں شروع کر دیں مگر اس کو فہم دار سید احمد اور شاہ صاحب کو قہر اور دلا نہیں جاسکتا کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ تحریکوں کے ہائٹوں کے مہر جانے کے بعد پسماندہ گان اپنی اپنی راہیں خود متعین کر لیا کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر بعد والوں نے انگریزوں کے خلاف کچھ کیا تو یہ ان کا اپنا معاملہ ہے۔ سید صاحب اور شاہ صاحب نے جو کام نہیں کیا اور جس کے کرنے کا نہ بھی اظہار کیا اس کو خواہ مخواہ ان کے ذمے لگانا تاریخ کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔

مگر واقعہ یہ ہے کہ ملک کے آزاد ہوجانے کے بعد ہر مذہبی جماعت اپنے اپنے اکابر کو انگریز دشمن ثابت کرنے میں مصروف ہے (چاہے ان کے اکابر انگریز دوست ہی کیوں نہ ہوں) اور یہی جذبہ شاہ صاحب اور سید صاحب کو انگریز دشمن ثابت کرنے کے لیے مجبور کر رہا ہے اور یہ جذبہ پیدا بھی ایسے مصنفوں میں ہوا ہے جن کے قلم کے حسن کی "کرشمہ سازیاں" خاص شہرت رکھتی ہیں۔ (حاشیہ مقالات سر سید، حصہ 16، ص 318-319)

مولوی محمد اسماعیل پانی پتی نے سید احمد صاحب کے تذکرہ پر مزید لکھا ہے کہ "اس زمانہ میں بعض حضرات کہنے لگے ہیں کہ دراصل حضرت سید احمد کا مقصد انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا تھا" سمجھ تو ایسے ہی درمیان میں آگئے یا اگر سمجھ آزادی وطن کے جہاد میں حضرت سید احمد کا ساتھ دینے کیلئے تیار ہوئے تو خود ان سے رزم و چاکری کوئی وجہ نہ ہوتی یا سکھوں سے فارغ ہونے کے بعد حضرت کا پختہ ارادہ انگریزوں سے جہاد کا تھا۔

مگر واقعہ یہ ہے کہ ان تینوں بیانات کا کوئی حقیقی ثبوت موجود نہیں اور صاف اور سچی بات یہی ہے کہ ہرگز ہرگز حضرت کا ارادہ انگریزوں سے جہاد کا نہ تھا۔

اگر کیا ہوتا تو سر سید (جو حضرت کے سب سے قریب العہد مورخ ہیں) ضرور اس کا ذکر کرتے۔ سر سید کا یہ بیان اس لحاظ سے بھی نہایت معتبر و مستند اور محکم و مضبوط ہے کہ سید احمد سر سید کے زمانہ میں تھے اور ان کی شہادت کے صرف پتہ چند وہ برس بعد ہی سر سید نے ان کا تذکرہ لکھا۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے اس سے پہلے کا کوئی بیان حضرت کے ضمن میں موجود نہیں۔ لہذا کوئی بدھ نہیں کہ حضرت کے متعلق اس اولین بیان کو جو ان کے ایک ہم عصر نے دیا ہے ہم معتبر و مستند نہ سمجھیں۔

ڈاکٹر ہنٹر:

اسماٹیل پانی پتی ہی نے لکھا ہے کہ "معاذہ الزمیں ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب کے جواب میں جو مضمون سر سید نے 1871ء میں

لکھ کر انگریز کی اخبار "پانیر لیا آباد" میں اور اردو میں علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ کثرت میں شائع کرایا تھا۔ اس سے بھی نہایت واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت کے جہاد کا رخ صرف اور صرف سکھوں کے خلاف تھا۔ (مقالات سر سید، حصہ 1، ص 141-143)

● کاربن دتاسی:

نبی پانی پتی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ "دوسرا اہم عنصر مورخ فرانس کا مشہور مستشرق کاربن دتاسی ہے جس کی "اوریس ادب اردو" کی چلیں اردو میں "طبقات شعراء ہند" کے نام سے مولوی کریم الدین پانی پتی اور ایک انگریز ایلٹ لیٹن نے 1848ء میں شائع کی۔ اس میں کاربن دتاسی نے سید احمد کے متعلق صاف طور پر لکھا ہے کہ "وہ میں دس کا عرصہ ہوا کہ سکھوں کے خلاف جہاد کرتا ہوا مارا گیا۔" (طبقات شعراء ہند، ص 95، مطبوعہ 1848ء) اور اس بات کا اشارہ بھی (اور نہیں کرتا کہ وہ) یعنی سید احمد (انگریزوں کا بھی دشمن تھا اور ان کے خلاف جہاد کرتا تھا جہاد کا ارادہ رکھتا تھا۔

● نواب صدیق حسن خان:

نواب صدیق حسن خان نے بھی "ترجمان وہابیہ" کے ص 21-88 پر یہی بات لکھی ہے کہ حضرت کا جہاد انگریزوں کے خلاف نہ تھا۔ ان اہم عصر (مشاہیر) مورخوں (سر سید، ڈاکٹر ہنٹر، کاربن دتاسی، نواب صدیق حسن خان) کے واضح بیانات کی موجودگی میں اب 117 برس کے بعد یہ کہنا کہ "نہیں! حضرت انگریزوں کے خلاف جہاد کا ارادہ رکھتے تھے" ایک ایسا دعویٰ ہے جو اپنے ساتھ کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہیں رکھتا۔

علامہ ازہر ایک معمولی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر حضرت (سید احمد) انگریزوں کے دشمن ہوتے اور ان کے خلاف جہاد کا ارادہ رکھتے ہاں سلسلہ میں کوئی جدوجہد کرتے یا لوگوں کو انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کے لیے تیار کرتے یا عوام و خواص میں اس ارادہ کا اظہار کرتے تو انگریز ہرگز ہرگز ایسے بیوقوف اور نادان واقف نہیں تھے کہ اپنے دشمن کو ملی مصلحت سے اپنے کے ہمارے ملک میں بیٹھ کر ہمارے خلاف بے فکر سے جہاد کی تیاری کرو۔ وہ تو فوراً اس کا قلع قمع کر کے دیکھ دیتے ہیں۔ لیکن سب لوگوں کا کردار یا جن کو انہوں نے اپنا مد مقابل اور دشمن سمجھا۔

انگریز کی معاونت:

بر خلاف اس کہ سید احمد سے انگریز شروع سے آخر تک نہایت نرمی و ملامت، نہایت ہمدردی و اعانت، کہا جاتا ہے۔ شفقت و مروت اور نہایت تعلیم و تہذیب سے لڑتے آئے، یہ کہ چنانچہ انگریزوں نے ان کی دعوتیں کہیں انہوں کے خلاف ان کے جہاد کو مانع نہ کیا اور اس کی کوئی کڑی اور ان کی جہاد کی ہرگز مانع نہ کیا۔ چنانچہ علاقہ میں ہرگز کوئی ایسی بات

نہیں کی بلکہ جب ایک انگریز مجسٹریٹ نے ایسا اقدام کرنا چاہا تو انگریز حکومت نے سختی سے اسے روک دیا اور مجسٹریٹ کو حکم دیا کہ سید احمد اور ان کے لشکر سے کوئی تعرض نہ کیا جائے اور ان کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے۔

پھر جب تک مجاہدین (تحریک بالا کوٹ) سرحد پر سکھوں سے برسر پیکار رہے پٹنہ بنگالی اور دوسرے انگریزی علاقوں سے برابر ان کے پاس روپیہ اور سامان بلا روک ٹوک پہنچتا رہا۔ جب جمع شدہ چندہ میں ایک ہندو مہاجن نے تعجب اور بددیانتی کی تو اس کا دعویٰ بھی مہاجن پر شاہ محمد اسحاق نے انگریزی عدالت میں کیا اور انگریزی عدالت نے مجاہدین کے حق میں فیصلہ دیا اور روپیہ مجاہدین کو دلوایا جو فوراً سرحد بھیج دیا گیا۔

نا قابل تردید:

ان شذکرہ ہالاساری باتوں کے ثبوت مستند رجسٹروں اور مستند بیانوں میں موجود ہیں اور جن سے انکار کی جرأت کوئی شخص نہیں کر سکتا اختصار کی وجہ سے ہم نے یہاں حوالے نہیں دیئے۔ (الغرض) اگر زار اسامی شہدائے انگریزوں کو ہوتا کہ سید احمد ہم پر جہاد کا قصد رکھتے ہیں اور اس غرض کے لئے سامان فوج اور روپیہ جمع کر رہے ہیں تو وہ آپ کو فوراً ہی گرفتار کر کے پھانسی پر لٹکا دیتے۔

انگریز کے جاسوس:

اس سلسلہ میں یہ امر بھی خاص طور سے غور طلب ہے کہ جب حضرت (سید احمد) صوبہ سندھ اور سرحد کے علاقہ میں داخل ہوئے جو اس وقت انگریزی عملداری میں نہ تھے تو ان کے متعلق عام طور سے یہ شہ کیا گیا کہ یہ انگریزوں کے جاسوس ہیں اور یہ شہ شخص اس بنا پر کیا گیا کہ حضرت کے تعلقات انگریزوں سے نہایت خوشگوار تھے، (دگر نہ) ان پر انگریزوں کے جاسوس ہونے کا شہرہ بھی نہ کیا جاتا۔

ایک بڑا پختہ ثبوت اس بات کا کہ حضرت سید احمد آپ کے مجاہدین کی نیت یا ارادہ یا خیال پر گزند تھا کہ انگریزوں سے جہاد کیا جائے یہ ہے کہ حضرت سید احمد کے شہید ہونے کے صرف 26 برس بعد جب 1857ء میں ہر طرف انگریزوں کے خلاف بغاوت کے شعلے در و شور سے بھڑکے، ہندوستان کی سر زمین انگریزوں پر تنگ ہو گئی تو اس قیامت خیز ہنگامہ میں حضرت سید احمد کے گرد و کایک شخص بھی شریک نہ ہوا۔ (مقتالات سرسید حصہ ہفتم، ص: 163)

حالانکہ یہ موقع صرف سید احمد کی جماعت کے لئے انگریزوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کا بہترین موقع تھا کیونکہ اس وقت بظاہر یہی نظر آ رہا تھا کہ انگریزوں کی حکومت اب جلی اور اب گئی۔

علامہ فضل حق خیر آبادی:

بڑے تراشے کی بات یہ ہے کہ ہنگامہ 1857ء میں پورے جوش کے ساتھ انگریزوں کے خلاف جنگ میں وہ سب کے سب علماء کرام (علامہ فضل حق خیر آبادی اور ان کے رفقاء) شامل تھے، جو عقیدہ حضرت سید احمد اور حضرت شاہ اسماعیل کے شہد پر مزین دشمن تھے اور جنہوں نے حضرت اسماعیل کے رد میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ (حاشیہ مقالات سرسید، حصہ 16، ص: 248-252)

مولانا فضل حق عجیب و غریب قابلیتوں اور لیاقتوں کے مالک تھے۔ نہایت عالم و فاضل، بڑے مفتی و قاضی، بے نظیر شاعر، بے مثل ادیب، اعلیٰ پایہ کے مدرس۔ 1857ء کے ہنگامہ میں انگریزوں کے خلاف سخت حصہ لیا جس کے نتیجہ میں گرفتار کر کے کالے پانی بھیج دیئے گئے جہاں اس فاضل اہل اور عالم بے بدل نے نہایت کسبِ کسب کی اور یہی وہی ولا چاری کی حالت میں 20 اگست 1861ء کو انتقال کیا۔ علم و دانش اور فضل و زکریا آفتاب ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔ بہت سی بلند پایہ تصانیف اور تین صابرا سے اپنی یادگار چھوڑے۔ (حاشیہ مقالات سرسید، حصہ 16، ص: 330)

نوٹ: مولوی احمد اسماعیل پانی پتی کے مذکورہ مدلل تاریخی مضمون میں حقائق کی روشنی میں تصویر کے دونوں رخ قارئین کے سامنے ہیں۔ ہر شخص جان پہچان سکتا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے پیرو سید احمد صاحب اور ان کے پیروکاروں تھے اور قائد جنگ آزادی قائد سالار حریت و مجاہد اسلام علامہ فضل حق خیر آبادی اور ان کے رفقاء و کار علماء اہل سنت (رحمۃ اللہ علیہم) کون تھے؟ گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار و تنگ خوار اور جاسوس و آکر کار کون تھے؟؟ سفید لاموسیادہ انگریز کے ساتھ برسر پیکار اور اس کے معتب و نشانہ کون تھے؟؟؟

نواب صدیق حسن کی تصدیق:

مولوی اسماعیل پانی پتی نے مولوی اسماعیل دہلوی و سید احمد بریلوی اور مولانا فضل حق خیر آبادی کے متعلق جو حقیقت و واقعی نقل کی ہے غیر مقلدین وہابیہ کے پیشوا نواب صدیق حسن خان نے بھی باین الفاظ اس کی تصدیق کی ہے کہ ”مجتنے لوگوں نے غدر 1857ء میں شریعتاً و کیا اور حکام انگلیش سے برسر عناد ہوئے وہ سب کے سب مقلدانہ سب غلطی تھے، نہ (ابوحدیث) متبعان حدیث نبوی۔ (ترجمان وہابیہ، ص: 25)

علامہ ازہر سرسید علی گڑھی نے مولوی اسماعیل دہلوی و سید احمد بریلوی کے متعلق تحریر کیا ہے کہ وہ انگریز کے خلاف نہ تھے بلکہ اس کے حامی و مددگار تھے۔ اس سلسلہ میں نواب صدیق حسن خان نے سرسید کی شہادت پر بدین الفاظ تصدیق فرمائی ہے کہ ”اس عقیدہ (وہابوں)۔ اگرچہ اس حالت کار و سرسید احمد خان بہادر نے اسے اپنی کتاب (آئینہ مصطفیٰ)

غلام فیوں کا ازالہ) میں لکھ دیا ہے اور وہ براہ الصاف و معاملہ شناسی کے نزدیک گورنمنٹ و غیرہ کے مقبول بھی سمجھا۔
(ترجمان دہلیہ ص 52)

الہدیہ و ہفت روزہ خدام الدین کی گواہی:

مولوی محمد اسماعیل پانی پتی اور اب صدیق حسن کی طرح دیوبندی دہلوی کتب گھر کے ترجمان ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور و غیر مقلدین دہلیہ کے ترجمان ہفت روزہ "الاجندہ" "لاہور" نے بھی جنگ آزادی میں علامہ فضل حق خیر آبادی کے مجاہدانہ کردار کو سراہا ہے۔ خدام الدین نے لکھا ہے کہ "مولانا فضل حق خیر آبادی بھی باقی قرار دیئے گئے اور جزیرہ اٹھ ہاں روانہ کر دیئے گئے جہاں ہندوستان کے مجاہد فیصلہ واصل جن ہو گئے۔" (خدام الدین 23 نومبر 1962ء)
رسالہ "الاجندہ" میں رقمطراز ہے کہ "علامہ فضل حق خیر آبادی نے جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس پر عدالت نے عمر قید دیا ہے شوریٰ سزا دی۔" (الاجندہ 16 جولائی 1984ء)

حسین احمد دینی دیوبندی:

مولوی حسین احمد دینی دیوبندی نے "نقش حیات" جلد 2 ص 463/418 پر ایک طرف "سوانح احمدی" کے مصنف کے متعلق لکھا ہے کہ "مولوی محمد جعفر نقشبندی سید صاحب کے نہایت مستند سوانح نگار ہیں" اور دوسری طرف علامہ فضل حق خیر آبادی کے متعلق لکھا ہے کہ "علامہ کی شان اشتغال کے قربان جانیے خدا کا شیر (انگریزی عدالت میں) گرج کر کہتا ہے وہ فتویٰ (جہاد) صحیح ہے" میرا لکھا ہوا ہے اور آج اس وقت بھی میری وہی رائے ہے عدالت نے جس دوام دیا ہے شوکا حکم سنایا۔ آپ نے کمال سرت اور شہدہ چیشانی سے سنا۔" (رحمۃ اللہ علیہ ورحمی اللہ عنہ وارضاء)

سکھوں سے جہاد کی حقیقت:

زیر نظر مضمون میں مولوی اسماعیل دہلوی و سید احمد بریلوی کے سکھوں کے ساتھ جہاد کا جو ذکر آیا ہے وہ نام نہاد جہاد صرف سکھوں کے خلاف نہ تھا بلکہ سرحد کے کئی مسلمان پٹھانوں کے خلاف بھی تھا۔ اس نام نہاد جہاد کے پس پردہ بھی وہ حقیقت انگریز کی خواہش کی تکمیل اور گورنمنٹ برطانیہ کے لئے پنجاب و سرحد کی راہ ہموار کرنا تھی۔

• سید احمد صاحب کے مستشرق قریب سوانح نگار مولوی محمد جعفر نقشبندی رقمطراز ہیں کہ "سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کا ہرگز ارادہ نہیں تھا۔ وہ اس آزاد مملکت دہلی کی علیحدگی پر توجہ تھی۔ سرکار انگریزی اس وقت دل سے چاہتی تھی کہ سکھوں کا زور کم ہو۔ سید صاحب کے "الہام" کے مطابق آخر کار 1845ء میں یعنی معرکہ بالاکوٹ کے پندرہ برس بعد کل سلطنت پنجاب و حسب سکھوں کے ہاتھ سے کل کرہاری عادل سرکار (برطانیہ) کے قبضہ میں آگئی جس کو ہم (دہلوی)

مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا تصور کر سکتے ہیں اور غالباً سید صاحب کے "الہام" کی صحیح تاویل یہی ہوگی جو ظہور میں آتی۔
(سوانح احمدی ص 138)

• مرزا حیرت دہلوی جو مولوی اسماعیل دہلوی و سید احمد بریلوی کے پیروکار و عقیدت مند ہیں۔ انہوں نے بھی مذکور حقائق کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "سید صاحب نے یہ اعلان کیا کہ سرکار انگریزی سے ہمارا مقابلہ نہیں اور ہمیں اس سے کچھ حصہ نہیں ہے۔۔۔۔۔ (اس لئے) گورنمنٹ خود چاہتی ہے کہ اس سلطنت کے قانون کو کفر و الہدیہ سے کس قدر تسلیم کیا ہے اور اس کے نیچے فرما دیا اور مطلع اس گروہ کے لوگ ہیں۔۔۔۔۔ جو کہ ان کا دواغیوں میں شریک نہیں ہوئے۔" گورنمنٹ کے خلاف لکھی جاتی ہیں۔" (حیات طیبہ ص 285-385)

علامہ دیوبند و الہدیہ کی انگریز نوآزی:

علامہ الہدیہ و دیوبند چونکہ اپنے فخری معتقدان کے باعث مولوی اسماعیل دہلوی کے مدارج و بیوہ دارانہ امور کی کتاب "تقویہ الامان" پر کار بند ہیں۔ اس لئے ان دونوں کتب گھر کے علماء نے بھی اپنے پیروں کی پیروی میں مولوی محمد انگریز نوآزی و انگریز دوستی کا خوب مظاہر کیا۔ اس سلسلہ میں علامہ دیوبندی "بوحیثہ آئیڈی" فقیر والی شاہ جہان گھر کے کتاب "الاجندہ" اور انگریز "اور علماء الہدیہ" کی "انام اعظم آئیڈی" فیصل آباد نے کتاب "علامہ دیوبند اور انگریز" "سوانح" میں دلائل و مفصل طور پر ایک دوسرے کی انگریز نوآزی و انگریز دوستی کا بھرپور طور پر ثبوت ہم پہنچایا ہے۔ اس لئے اختصار کے لئے نظر اس وقت ہم دونوں فریق کی ای دستاویز پر اکتفا کرتے ہیں۔

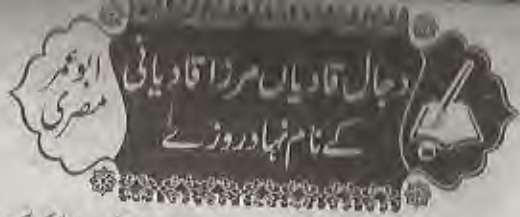
ہندوستان و دارالسلام:

علامہ الہدیہ و دیوبند کے نزدیک انگریزی دور کے ہندوستان کا دارالاسلام و دارالامان ہونا بھی مسلم و واضح ہے۔

• "مجموعہ فتاویٰ" جلد اول میں علامہ دیوبند کے ممدوح مولانا عبدالحی عسکری نے فرمایا "فقہی شاہ کا بارگاہ تہذیب و فقہ تھانوی دارالاسلام مستند۔"

• مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ "ترجیح ہندوستان کے دارالاسلام ہونے کو دی جانے کی۔" (الاجازت قانونی مضمناً)

• مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ "ہمارا خوب ہونا ہندوستان کا مختلف علاقہ حال میں ہے۔" (نظر دارالاسلام ص 7)



• صدیق حسن خان احمدیٹ نے انگریز کی حمایت و جہاد کی مخالفت پر ایک کتاب "انگریزوں کی مصلحتیں" لکھی۔ اس میں لکھا "میں سمجھا ہوں کہ میں نے اپنی کتابوں میں مطابق مذہب ملحد و ستان کو، اسلام کا نام لیا اور ایک کتاب میں یہ لکھا ہے کہ ہندوستان جن علماء کے نزدیک دار الحرب ہے ان کی دلیوں کی بنیاد پر بھی اس جگہ جہاد نہیں ہو سکتا گویا یہ نزار لفظی ہے۔" (ص: 49)

• مولوی محمد حسین بنالوی احمدیٹ نے بھی انگریز کی حمایت و جہاد کی مخالفت پر ایک مستقل کتاب "الاقتصادی مسائل الجہاد" لکھی۔ (ص: 25)

اس میں یہ تصریح کی کہ "ہندوستان باوجود یہ کہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے، دارالاسلام ہے۔"

• میان نذیر حسین دہلوی ہندوستان کو ہمیشہ دارالافان فرماتے تھے۔ (امیات بعد الممات) ص: 134

ابوالحسن ندوی کے بقول اسماعیل دہلوی کو امام نہ ماننے والے کی سزا:

"جو شخص آج پنجاب (سید احمد) کی امامت قبول نہ کرے، ایسے باغی کا خون بہانا حلال اور اس کا قتل، قتل کفار کی طرح مبین جہاد ہے۔ ایسے لوگ وہ بھی کہتے، ملعون! شرار ہیں۔ میرا یہی مذہب ہے۔" (سیرت سید احمد شہید، ابوالحسن ندوی، جلد: 1، ص: 533)

خوشوائے "احمدیہ درجہ بند" کی خود انگریز دینی و غیر دینی اور دوسروں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا لکھ کر دے۔

﴿وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِين﴾



﴿زیادہ نیند انسان کو قیامت کے دن فقیر بنا دے گی﴾

حضرت سلیمان کی والدہ ماجدہ نے آپ سے فرمایا کہ پیارے بیٹے رات کو زیادہ نہ سویا کرو۔ رات کی زیادہ نیند انسان کو قیامت کے دن فقیر بنا دیتی ہے۔ ﴿تفسیر ابن کثیر ج: 4، ص: 290﴾

انسان کو عبادت کرنے کا حق اس وقت ہی نصیب ہوتا ہے جب دل میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت اور حضور خاتم النبیین ﷺ کی کامل اطاعت کا جذبہ موجزن ہو۔ ایسی حالت میں انسان فرض کی عبادت کو داخل پر بھی دینی سے مداومت اختیار کرتا ہے بصورت دیگر جب ریاکاری کی فرض سے عبادت کی جاری ہو تو پھر انسان فرض کی ادائیگی میں بھی غفلت کا شکار رہتا ہے اور زحمت کے پہلو تلاش کرتا رہتا ہے۔ دجال قادیان مرزا قادیانی چونکہ نام نہاد مذہبی مسلح تھا جبکہ وہ پردہ انگریز کی استعمار کا مکار مہرہ تھا چنانچہ اسلامی عبادات سے اس کو کوئی لگاؤ کس طرح ہو سکتا تھا؟ ہر وقت وہ فرض عبادات میں بھی رخصت کا پہلو دھونڈنے کی کوشش کرتا اور تاویل سازی سے اپنے لیے کوئی نہ کوئی راہ نکالتا تھا۔ اسی کی زندگی خصوصاً جھوٹے دعوے سے سبیت کے بعد اکثر رمضان المبارک سردی کے موسم میں آیا لیکن مرزا قادیانی روزے منے سے کسی نہ کسی طرح جان چھڑاتا رہا۔

سیرت الہدیٰ کے حوالے سے مرزا قادیانی کے نام نہاد روزوں کی کیفیت:

مرزا بشیر احمد اجم اسے انہی مرزا قادیانی اپنے والد کی سیرت نگاری کرتے ہوئے رمضان کے موسم کے بارے میں لکھتا ہے۔

• "مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود بیان فرماتے تھے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک فضل ہے کہ اس نے ہمیں ایسے زمانہ میں مبعوث فرمایا کہ رمضان کا مہینہ سردیوں میں آتا ہے اور روزے زیادہ جسمانی تکلیف کا موجب نہیں ہوتے اور ہم آسانی کے ساتھ رمضان میں بھی کام کر سکتے ہیں۔ مولوی صاحب اپنے قریبی دوستوں میں رمضان دہریہ میں آیا تھا۔ خاکسار (مرزا بشیر احمد) عرض کرتا ہے کہ میں نے اس بات کی کوشش کی کہ وہ صاحب حضرت مسیح موعود نے سبیت کا دعویٰ ۱۸۹۱ء میں فرمایا تھا اور ۱۸۹۱ء میں رمضان کا مہینہ اپریل اور مئی کے مابین تھا۔ گوہر رمضان کے مہینہ کے لیے موسم بہار میں داخل ہونے کی ابتدا تھی۔

چنانچہ ۱۸۹۲ء میں رمضان کے مہینہ کی ابتداء ۳۱ مارچ کو ہوئی اور ۱۸۹۳ء میں ۲۰ مارچ کو ہوئی اور اس کے بعد رمضان

کا مہینہ ہر سال زیادہ و سوں میں آتا گیا اور جب ۱۹۵۸ء میں مسیح موعود کا انتقال ہوا تو اس سال رمضان کے مہینہ کی ابتدا یکم اکتوبر کو ہوئی تھی۔ اس طرح گویا مسیح موعود کی بعثت کا زمانہ قائم کا تمام ایسی حالت میں گزرا کہ رمضان کے روزے سردی کے موسم میں آتے رہے اور یہ خدا تعالیٰ کا ایک فضل تھا جو اس کی تقدیر عام کے ماتحت وقوع میں آیا۔

بقول مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی روزے اکثر سردی میں آئے لیکن مرزا قادیانی نے اکثر روزے رکھے ہی نہیں۔ اس سلسلہ میں نصرت جہاں بیگم جو مرزا قادیانی حقیقت حال کی نقاب کشائی کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں۔

• ”جب مسیح موعود کو روزے پڑنے شروع ہوئے تو اس سال آپ نے سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ یاد کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ تو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اس لیے باقی چھ روزے اور فدیہ یاد کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیا روزوں سے رکھے پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ یاد کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرہواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ یاد کر دیا۔

اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے مگر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ یاد فرماتے رہے۔ خاکسار (مرزا بشیر احمد ابن قادیانی ناقل) نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتدا روزوں کے زمانہ میں روزے چھوڑ دیے تو کیا پھر بعد میں ان کو تقاضا کیا؟ والد صاحب نے فرمایا نہیں صرف فدیہ یاد کر دیا تھا۔“

روزہ رکھنے سے رخصت کی خاطر کمزوری کا بہانہ جبکہ بقول مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی عام توئی اکثر عمر تک بہت اچھی حالت میں رہے اور آپ کے چلنے پھرنے اور کام کاج کی طاقت میں کسی قسم کی انحراف کی صورت رونما نہیں ہوئی۔

اب یا تو مرزا قادیانی کی یہی جھوٹ بول رہے یا بیٹا۔ کیوں کہ یہی کہتی ہے کہ آخری سالوں میں بوجہ کمزوری روزے نہیں رکھے اور بیٹا کہتا ہے کہ عام توئی آخری عمر تک بہت اچھی حالت میں رہے۔ قرائن یہی بتاتے ہیں کہ مرزا قادیانی روزہ نہ رکھنے کی خاطر کمزوری کا صرف بہانہ ہی کرنا تھا ورنہ چندہ اکٹھا کرنے کی غرض سے دن رات الم علم کتب کی تصنیف اور دور دراز شہروں کے دورے تو جاری رہے لیکن روزہ رکھنے کی طاقت رہتی۔

قادیانی کردہ کاموں و اکثر محمد اسماعیل مہر بھی گھر کا جمید تھا اور اکثر اپنے بہنوئی مرزا قادیانی کی ہمراہی میں رہتا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ

• ”ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل کھٹنے کا دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں

خفہ ہو گئے۔ اس وقت آفتاب کا وقت غروب قریب تھا مگر آپ نے روزہ توڑ دیا۔“

شریعت نے اگرچہ سفر میں روزہ رکھنے کی اجازت دی ہے لیکن یہ اجازت نہیں دی کہ کوئی بھی شخص رمضان المبارک میں احرام بھی نہ کرے اور سر عام کافروں کی طرح کھانا پینا پھرے لیکن مرزا قادیانی جب کبھی سفر کا بہانہ کر کے روزہ نہ رکھتا تو

سر عام بلکہ جلسہ عام میں کھلے بندوں کھانا پینا کرتا۔ ملاحظہ ہو معروف قادیانی مہرجانیت علی شاہ لدھیانوی کی گواہی

• ”(پچھلے لدھیانہ کے وقت) رمضان کا مہینہ تھا اس لیے بیچ سفر حضور نے روزہ نہ رکھا تھا۔ اب حضور اللہ سے تین کھٹے تقریر جو فرمائی تو طبیعت پر ضعف طاری ہوا۔ مولوی محمد احسن صاحب نے اپنے ہاتھ سے دودھ پلایا۔ میں پر نادان مسلمانوں نے اعتراض کیا کہ مرزا رمضان میں دودھ پیتا ہے اور شوکر کرنا چاہا لیکن چونکہ ہم بیس کا انتظام اچھا تھا۔ فوراً یہ شور کرنے والے مسلمان وہاں سے نکال دیے گئے۔“

بقول مرزا قادیانی نماز قصر کے لیے سفر شرعی کی مقدار:

• ”میاں فیہ الدین سیکھوانی نے مجھ سے بذریعہ تحریر ذکر کیا کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود سے قصر کی رائے متعلق سوال کیا۔ حضور نے فرمایا جس کو تم پہچانی میں ”واظہا“ کہتے ہو اس میں قصر ہونا چاہیے۔ میں نے عرض کیا ”کوئی میلوں کی بھی شرط ہے؟“ فرمایا نہیں بس جس کو تم ”واظہا“ کہتے ہو وہی سفر ہے۔ جس میں قصر جائز ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں سیکھوانی سے قادیان آتا ہوں کیا اس وقت نماز قصر کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا میاں! بلکہ میرے نزدیک اگر عمرت قادیان سے نکل جائے تو وہ بھی قصر کر سکتی ہے۔“

خاکسار (مرزا بشیر احمد ابن قادیانی ناقل) عرض کرتا ہے کہ سیکھوانی قادیان سے چار میل کے فاصلے پر ہے اور لیگل تو شاید ایک میل سے بھی کم ہے۔“

یعنی مرزا قادیانی کے بقول گھر سے پیشاب کرنے کی غرض سے باہر نکلے تو سفر شرعی شروع ہوتا ہے۔ نماز قصر ہوگی اور روزے معاف ہوئے۔ صرف فدیہ یاد کرنے سے جان چھوٹ گئی کیونکہ بقول مارتل قادیانی نصرت جہاں بیگم صاحب آپ نے کبھی روزوں کی تقاضا نہیں کی بلکہ فدیہ یاد کر کے تھے۔

مرزا قادیانی روزے تو رکھتا ہی تھا اسی وجہ سے کبھی اختلاف کی سعادت بھی نصیب نہ ہوئی۔ اس سلسلہ میں بھی ماں ملت قادیان کا بیان ہی ملاحظہ فرمائیں جو اس کے بیٹے نے نقل کیا ہے۔

• ”جان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ میں نے حضرت مسیح موعود کو اختلاف پہنچنے نہیں دیکھا۔ نہ سار (مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی ناقل) عرض کرتا ہے کہ میں نے والدہ صاحبہ سے یہی سنا تھا کہ ”میں نے سار“

مزید بڑا اس مرزا قادیانی کے سامنے اور قادیانی گروہ کے ناموں اور ان کے اسٹیل قادیانی کی گواہی بھی ملا خط ہو۔
 • ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب نے حج نہیں کیا، اعتکاف نہیں کیا، کوکڑھ نہیں دی، شیعہ نہیں رکھی، میرے سامنے غیب یعنی گوکھانے سے انکار کیا، صدقہ نہیں کھایا، کوکڑھ نہیں کھائی، صرف تذکرہ اور بد یہ قول فرماتے تھے۔

• ڈاکٹر محمد اسماعیل قادیانی ہی بیان کرتا ہے کہ "سحری اتنی تاخیر سے کرتے تھے کہ بعض دفعہ کھاتے کھاتے اذان ہو جاتی تھی اور آپ بعض اوقات اذان کے شتم ہونے تک کھانا کھاتے رہتے۔"

• میاں عبداللہ ستوری بیان کرتے ہیں: "ایک دفعہ کوئی شخص حضرت صاحب کے لیے ایک شیعہ تھنڈا لایا، وہ شیعہ آپ نے مجھے دے دی اور فرمایا لو اس پر درود شریف پڑھا کرو، وہ شیعہ بہت خوبصورت تھی۔ خاکسار (مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) باقی عرض کرتا ہے کہ شیعہ کے استعمال کو حضرت صاحب عام طور پر پسند نہیں کرتے تھے۔"

ملاحظہ کیا آپ نے کہ مرزا قادیانی روزے رکھنے سے عادی رنج کرنے سے انکار کیا، اعتکاف سے فرائض سے بے ڈاری، جگہ نماز و بد یہ قولی کرنے میں ہوشیاری کا مظاہرہ کرنا تھا۔ اس سلسلہ میں مزید پیشہ حالہ جات موجود ہیں لیکن ۱۰ فلک عشرہ کا مکملہ ہے۔



﴿ نمازیوں کی توجہ ہٹانے والا سزا کا مستحق ﴾

ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص کوئی چیز لے کر آیا اور اُس کو صف کے آگے ڈال کر خود نماز میں شریک ہو گیا (جیسا کہ آج کل عموماً کیا جاتا ہے) فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اُس کو مزادی کہ تو نے نمازیوں کو تشویش میں ڈال دیا۔ ﴿ الاعتصام للشاطی ﴾

اس سے معلوم ہوا کہ نمازیوں کی توجہ ہٹا دینے والا کوئی بھی کام کرنا منع ہے۔

بگڑے دیشی آئین میں

لفظ "اللہ" نکالنے پر جنگم

پروٹ
مسلمان احمد
عباسی

بگڑے دیش کے اخبارات اور الیکٹرونک میڈیا کا کہنا ہے کہ حکومت کی جانب سے ملک کے دستور میں تبدیلی کا عندیہ دے جانے پر شروع ہونے والی احتجاجی تحریک میں اب تک سینکڑوں افراد شدید زخمی ہو چکے ہیں۔ وزیراعظم شیخ حسین احمد حکومت کی جانب سے ملک کے آئین سے لفظ "اللہ" کے نکالنے کے بعد عوام الناس حزب اختلاف اور دیگر بھی جماعتوں کی جانب سے موت و حیات کا مسئلہ اٹھا چکا ہے۔

دوسری جانب حکمران جماعت کا موقف ہے کہ دستور میں موجود جملے "اللہ پر مکمل ایمان و اعتقاد" میں لفظ اللہ کے بجائے "خالق" استعمال ہونا چاہیے، کیونکہ بگڑے دیشی دستور اسلامی کے بجائے بنکولر ہے۔

واضح رہے کہ بگڑے دیش کی موجودہ حکمران جماعت کے علاوہ ملک کی سب سے بڑی سیاسی پارٹی اور دیشی مجلس اسمبلی سمیت دیگر تمام سیاسی جماعتیں ملک کے آئین کو اسلامی ہی دیکھنا چاہتی ہیں۔ اس کے برعکس وزیراعظم شیخ حسین احمد کا استدلال ہے کہ ان کے والد شیخ مجیب الرحمن کی جانب سے بگڑے دیش کی آزادی کے لیے چلائی جانے والی تحریک کے دوران ملک کے آئین کو سیکولر رکھنے کا مقصد فیصلہ کیا تھا۔ لیکن شیخ مجیب الرحمن کے قتل کے بعد برسرِ اقتدار آنے والی سیاسی جماعتوں نے آئین کو سیکولر کے بجائے اسلامی بنانے کے اقدامات کئے تھے جو بہ حال غیر آئینی ہیں۔

عالمی ذرائع ابلاغ کا کہنا ہے کہ بیشتر اسلامی ممالک کے برعکس بگڑے دیشی عوام کی اکثریت کا اسلام اور اسلامی تعلیمات سے گہرا رشتہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت کی جانب سے کئے گئے آئین میں تبدیلی کے اعلان کے بعد دیشی جماعتوں کی احتجاجی تحریک میں عوام بھرپور طریقے سے حصہ لے رہے ہیں۔

معروف خبر رساں ایجنسی رائٹر کا کہنا ہے کہ اتوار کے روزِ شراع ہونے والی روزِ دوہ ملک گیر ہڑتال اچھا کامیاب رہی ہے۔ اسے ایک پی کے مطابق ہر کے روز ہڑتال کے دوسرے دن بھی ملک بھر میں اسکول، کالج، تجارتی مراکز اور تمام سرکاری ادارے بند نظر آئے۔ خبر رساں ایجنسی کے مطابق اگرچہ ماضی میں بگڑے دیش کی مشترکہ قوتوں کی جانب سے ای نوعیت کے دیگر معاملات پر کارروائی کا مقصد دیکھا جاتا تھا لیکن اس سے قبل کسی حزب اختلاف اور دیگر سیاسی و مذہبی جماعتوں میں

ایسا اتحاد اور یکجہتی نظر نہیں آتی تھی جیسا کہ آئین سے لفظ "اللہ" کا لے کر جو یہ کے خلاف رد عمل سامنے آیا ہے۔

معروف خبر رساں ادارے سے ایلم ایس این بی سی کے مطابق بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈاکہ میں ایک اعلیٰ پولیس افسر نے نظر الحاکم کا کہنا تھا کہ سرکس چاک کرنے اور شاہراہوں پر گزریوں کو بند کرکے کرنے والے مشتعل احتجاجی عوام سے جھڑپوں کے دوران پولیس کے بھی 10 سپاہی شدید زخمی ہوئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ احتجاجی مظاہرین پر پولیس کے لاشمی چارج سے ہڑتال کے پہلے روز 70 اور دوسرے روز 100 افراد زخمی ہوئے تھے۔ لیکن پولیس کی سخت کارروائی کے باوجود مظاہرین سرگرم رہے۔

شیخ حیدر واحد حکومت کی جانب سے ملک کے آئین سے چھڑ چھڑ کے خلاف چلائی جانے والی احتجاجی تحریک بنگلہ دیش کی 12 اسلامی تنظیموں سمیت اپوزیشن جماعتوں کی حمایت سے چلائی جارہی ہے۔

واضح رہے کہ وزیراعظم شیخ حیدر واحد کی جانب سے حال ہی میں اپنی اتحادی جماعتوں کی حمایت سے ایک بل پاس کیا گیا ہے جس کی رو سے ملک کے دستور سے لفظ اللہ کے اخراج کے علاوہ بیکورادام کو ملک گیر بنیادی اکائی قرار دیا جائے گا۔ تاہم مذکورہ تہدیل کی لحاظ سے اسلام کو ملک کے مذہب کی حیثیت سے برقرار رکھا جائے گا لیکن سیاسی و عدالتی تنازعات میں بیکورادام کو ہی بنیاد تصور کیا جائے گا۔

معروف امریکی جریدے واشنگٹن پوسٹ کا کہنا ہے کہ شیخ حیدر واحد حکومت کی جانب سے ایک طویل عرصے بعد اقتدار میں آنے کے بعد بڑے پیمانے پر آئین میں تبدیلیاں کی جارہی ہیں۔ دوسری جانب حکومتی اقدامات کے خلاف بنگلہ دیش میں طویل برتاؤ میں معمولی فتنے جاری ہیں۔ گزشتہ ہفتے مضبوط اپوزیشن جماعت بنگلہ دیش نیشنل پارٹی کی جانب سے 48 گھنٹے طویل ہڑتال کی کال دی گئی جو خاصی کامیاب رہی تھی۔ امریکی اخبار کے مطابق بنگلہ دیشی سیاست میں موجودہ بلچل کے باوجود حکومت کے لئے ایک اطمینان بخش بات یہ ہے کہ احتجاجی تحریک چلانے والی 12 مذہبی جماعتوں میں سے کسی ایک کی بھی پارلیمنٹ میں نمائندگی نہیں ہے۔ لیکن وجہ یہ ہے کہ اگرچہ مذکورہ مذہبی جماعتوں کی کال پر عوام الناس شہری زندگی کا پیر تو روک دیتے ہیں لیکن سیاسی طور پر یہ جماعتیں کوئی واضح کردار ادا کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

بنگلہ دیش کی دو بڑی سیاسی جماعتوں کی سربراہ خواجہ مبین ہیں۔ عوامی یک بنگلہ دیش کی وزیراعظم شیخ حیدر واحد کی زیر قیادت برسرالتدار ہے جبکہ این این پی کی سربراہ خالدہ فہیمہ ہیں۔ 1971ء میں پاکستان سے الگ ہونے والے ملک بنگلہ دیش کو اگرچہ جمہوری قرار دیا جا رہا ہے لیکن اس عرصے میں یہاں 2 کامیاب اور 9 نام فوجی بغاوتیں ہوئی ہیں۔



ایک احتجاجی مظاہرہ جس میں لوگوں نے پولیس کی سخت کارروائی کے خلاف احتجاج کیا۔



ایک احتجاجی مظاہرہ جس میں لوگوں نے پولیس کی سخت کارروائی کے خلاف احتجاج کیا۔



ایک احتجاجی مظاہرہ جس میں لوگوں نے پولیس کی سخت کارروائی کے خلاف احتجاج کیا۔



ایک احتجاجی مظاہرہ جس میں لوگوں نے پولیس کی سخت کارروائی کے خلاف احتجاج کیا۔



ایک احتجاجی مظاہرہ جس میں لوگوں نے پولیس کی سخت کارروائی کے خلاف احتجاج کیا۔



ایک احتجاجی مظاہرہ جس میں لوگوں نے پولیس کی سخت کارروائی کے خلاف احتجاج کیا۔



ایک احتجاجی مظاہرہ جس میں لوگوں نے پولیس کی سخت کارروائی کے خلاف احتجاج کیا۔



ایک احتجاجی مظاہرہ جس میں لوگوں نے پولیس کی سخت کارروائی کے خلاف احتجاج کیا۔



و اما در بیان آنکه این امر چه است و چگونه باید که
از جهت خداوند تعالی عمل شود و از جهت خود

[illegible][illegible][illegible][illegible]

نیل (فادر) خدو سے ملے والے شیر کی ہڈی کو آٹھ
 روزہ صوم سے کھانا پینا روک دینا اور اس کے بعد